رَبَّنَا

قرآنی دُعائیں

اور منتخب مناجات

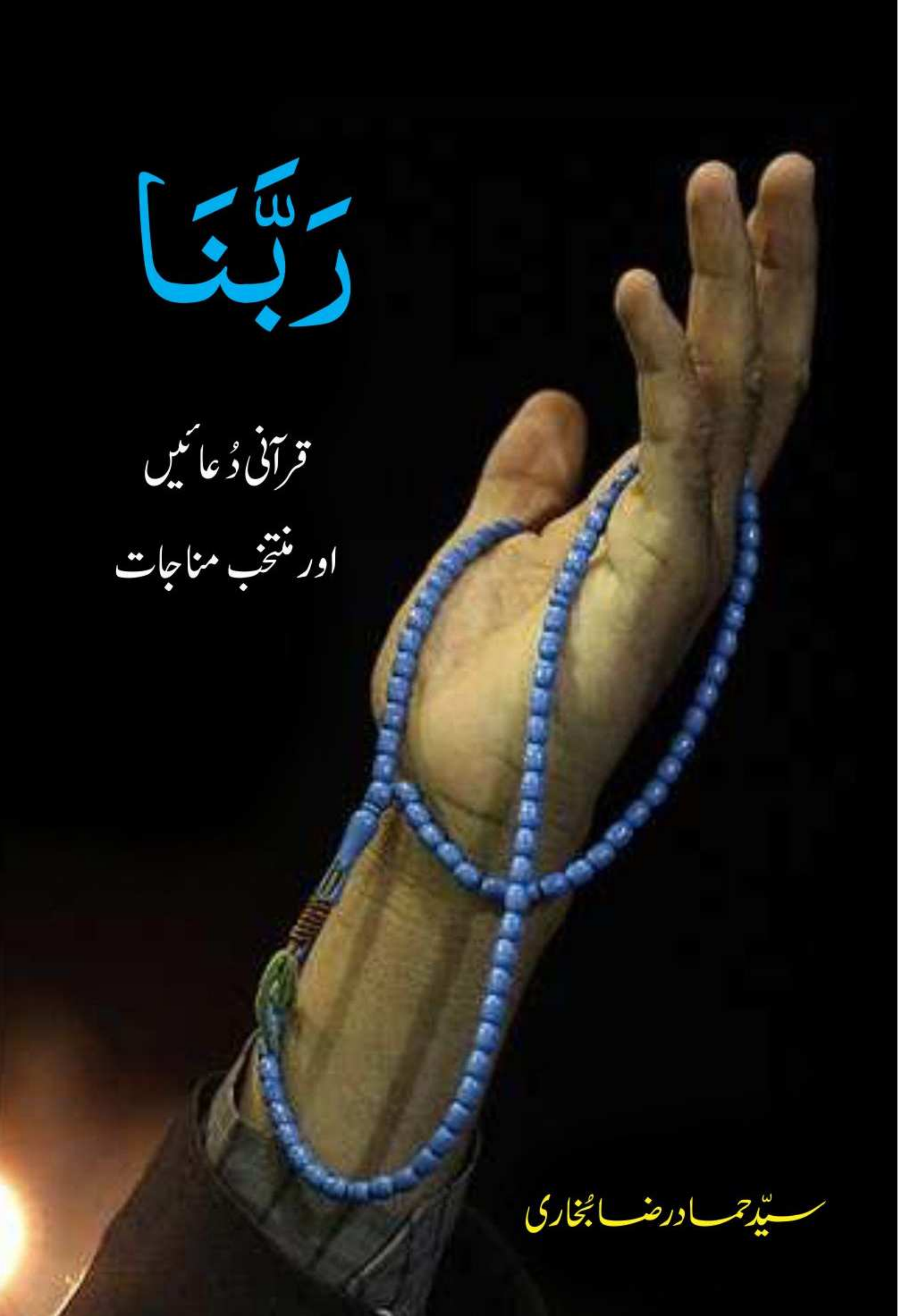

سیّد حماد رضا بُخاری

رَبَّنَا

(قرآنی دُعائیں اور منتخب مناجات)

سیّد حماد رضا بُخاری

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب	رَبَّنَا
تالیف	سیّد حماد رضا بُخاری
نظر ثانی	حجۃُ الاسلام علامہ اظہر حسین بہشتی
پروف ریڈنگ	سیّد خاقان حیدر
کمپوزنگ	بخاری گرافکس، فیصل آباد
ناشر	معراج کمپنی، لاہور، پاکستان
طبع اوّل	۲۰۱۷ء
ای میل مؤلف	hrbukhari@hotmail.com
فون نمبر مؤلف	0300-9655650

ملنے کا پتہ

معراج کمپنی

بیسمنٹ میاں مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور

فون نمبر:042-37361214, 0321-4971214

انتساب

والدین

بھائی بہنوں

بیٹی بیٹوں

اور

شریکِ حیات

کے نام

تقریظ

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ اظہر حسین بہشتی

دُعا بندگی کی علامت اور اظہارِ عجز و انکسار ہے بارگاہِ ربوبیت میں۔ دُعا، یعنی اس بات کا اقرار کہ عبد مکمل طور پر بارگاہِ احدیّت میں سراپا محتاج ہے، ضرورت مند ہے اور اُس کا مالک غنی اور بے نیاز ہے۔

ارشادِ ربّ العزت ہے:

يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۖ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿١٥﴾ (1)

(اے لوگو! تم (سب) اللہ کے محتاج ہو اور اللہ ہی بے نیاز ہے جو قابل تعریف ہے)

اور

وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ (2)

(اور اللہ بے نیاز ہے البتہ تم (اُس کے) محتاج ہو)

اسی وجہ سے قرآن مجید میں انسان کی قدر و قیمت دُعا کے اعتبار سے متعین کی گئی ہے۔ ارشاد ہے:

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۖ (3)

---

(1) سورۃ فاطر، آیت: ۱۵

(2) سورۃ محمد، آیت: ۳۸

(3) سورۃ فرقان، آیت: ۷۷

(کہہ دیجئے! میرا پروردگار تمہاری کوئی قدر و قیمت نہ جانتا اگر تمہاری دُعائیں نہ ہوتیں)

قرآن مجید میں جہاں دُعا کا حکم دیا گیا ہے وہیں انکارِ دُعا کو اور دُعا نہ مانگنے کو بارگاہِ ربوبیت میں تکبّر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ارشادِ ربّ العزت ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾ (1)

(اور تمہارا پروردگار کہتا ہے کہ تم مجھ سے دُعا کرو، میں تمہاری دُعا قبول کروں گا اور جو لوگ میری (اس) عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔)

اس آیتِ مجیدہ میں دُعا کو عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس سے روگردانی کو تکبّر اور دخولِ جہنم کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

اس مادی دوڑ میں انسان خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور جب مشکلات اور رنج و محن میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اس کٹھن وقت میں اُس کے اندر ایک آواز اٹھتی ہے کہ کوئی ہے جو اُس کی مشکلات کو دُور کر دے گا۔ اور جب وہ اُس طاقت کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اُس کو صدقِ دل سے پکارتا ہے، اپنی مشکلات اُس کے سامنے رکھتا ہے، گڑگڑاتا ہے تو وہ اپنے اندر ایک حالتِ سکون کو محسوس کرتا ہے اور اس کی فریادرسی اور دادرسی کر دی جاتی ہے۔ اس حوالے سے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ لَئِنْ أَنْجَانَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُمْ مِنْهَا وَمِنْ كُلِّ

(1) سورۃ غافر، آیت: ۶۰

كَرۡبٍ ثُمَّ اَنۡتُمۡ تُشۡرِكُوۡنَ﴿۶۴﴾ [1]

(اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کہیے کہ تمہیں صحرا وسمندر کے اندھیروں سے (مصیبتوں سے) کون نجات دیتا ہے؟ جب تم اُسے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارتے ہو (اور دل میں کہتے ہو) کہ اگر وہ ہمیں ان (خطرات) سے نجات دے دے تو ہم شکر گزاروں میں سے ہوں گے۔ کہیے کہ اللہ تمہیں ان سے اور ہر رنج وغم سے نجات دیتا ہے پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔)

قارئین کرام! آپ کے ہاتھوں میں موجود یہ کتاب، ''رَبَّنَا'' برادرِ محترم سیّد حماد رضا بُخاری کی بہترین کاوش ہے۔ اس کتاب میں برادرِ محترم نے اپنے بہترین اسلوب میں قرآنی اور دیگر دعاؤں کو پیش کیا ہے۔ خداوند متعال سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں حقیقی دُعا کرنے والوں میں شمار فرمائے اور اس کا بہترین اجر برادرِ محترم کو عطا فرمائے۔ آمین۔

والسّلام

احقر العباد

اظہر حسین بہشتی

۱۰ ذی قعد ۱۴۳۸ ہجری

فیصل آباد

---

[1] سورۃ انعام، آیت: ۶۳ تا ۶۴

فہرس

تمہید	16
حصّہ اوّل، قرآنی دُعائیں (ترتیبِ قرآنی کے ساتھ)	17
دُعا	18
ہماری دُعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟	26
دُعا کرنے کا طریقہ	31
قبولیت دُعا کے اوقات	33
دُنیا و آخرت کے لیے ایک کامل دُعا اور موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا	34
سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات (دُعائے بخشش اور التجائے عفو و درگزر)	38
رزق اور امن کی دُعا (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا)	39
قبولیتِ اعمال کی دُعا (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا)	40
حقیقی مسلمان بنے رہنے اور توبہ قبول ہونے کی دُعا (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا)	40
سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا	41
مخالفت و ہٹ دھرمی اور مصیبت و سختی سے نجات کی دُعا	42
دِین و دُنیا کی بھلائی کے لیے دُعا	42
بے حساب روزی کی دُعا	43
کفار کے مقابلے میں ثابت قدمی اور صبر کی دُعا	44

(حضرت طالوتؑ اور اُن کے ساتھیوں کی دُعا) 44

ہر مشکل، سختی، مصیبت اور پریشانی کو دُور کرنے کی دُعا (آیت الکرسی) 44

کیمیا گری سے بہتر نسخہ 47

راہِ ہدایت پر ثابت قدم رہنے کی دُعا 51

گم شدہ اشیا کی بازیابی اور روزِ قیامت پر ایمان کی دُعا 52

اللہ کے نیک بندوں کا اظہارِ ایمان، بخشش اور جہنم سے پناہ کی دُعا 53

فراخی رزق اور غلبہ وقوّت کے حصول اور قرض، 53

لاعلاج بیماری اور ہر مصیبت سے نجات کی دُعا 53

بے حساب رزق کی دُعا 55

پاکیزہ اولاد کے حُصول کے لیے دُعا (حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا) 56

اقرارِ ایمان اور صالحین میں شمولیت کی دُعا

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی دُعا) 56

گناہوں کی معافی، ثابت قدمی اور فتح و نصرت کی دُعا

(انبیائے کرام کے اصحابؓ کی دُعا) 57

نصرتِ الٰہی کی دُعا (حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مومنوں کی دُعا) 58

عذابِ جہنم اور رسوائی سے پناہ اور مغفرت کی دُعا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دُعا) 58

ظالموں سے نجات اور خدائی مدد کی دُعا 60

نافرمان قوم کے مقابل اللہ سے فیصلہ طلب کرنے کی دُعا (حضرت موسیٰؑ کی دُعا) 61

اقرارِ ایمان اور صالحین میں شمولیت کی دُعا 62

حصولِ رزق کی دُعا (عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا) 63

سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی قوم کے لیے دُعا 64

پروردگار سے درگزر اور رحم کی دُعا (حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا کی دُعا) 66

ظالموں کی صف میں شمولیت سے بچنے کی دُعا (اصحابِ اعراف کی دُعا) 67

حق پر مبنی فیصلے اور فتح مندی کے لیے دُعا (حضرت شعیب علیہ السلام کی دُعا) 68

صبر و استقامت اور انجامِ خیر کی دُعا

(دربارِ فرعون میں ایمان لانے والے جادُوگروں کی دُعا) 69

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تسبیح، توبہ اور اقرارِ ایمان کی دُعا (موسیٰ علیہ السلام کی دُعا) 70

بخشش اور رحم کی دُعا (قومِ موسیٰ علیہ السلام کی دُعا) 71

موسیٰ علیہ السلام کی اپنے اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے لیے دُعائے بخشش 71

دُنیا و آخرت میں بھلائی کی دُعا (موسیٰ علیہ السلام کی دُعا) 72

یقینِ کامل اور اطمینانِ قلب کی دُعا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا) 73

رنج و الم دُور کرنے کی دُعا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا) 74

ظالموں کے ظلم سے نجات کی دُعا (موسیٰ علیہ السلام نے یہ دُعا اپنی قوم کو تعلیم فرمائی) 75

فرعون اور اُس کی قوم کی گرفت کے لیے دُعا (موسیٰ علیہ السلام کی دُعا) 76

کشتی یا کسی اور سواری پر سوار ہونے کی دُعا (حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا) 77

لاعلمی میں کیے گئے سوال پر نوح علیہ السلام کی دُعا 78

خاتمہ بالا یمان کی دُعا (حضرت یوسف علیہ السلام کی دُعا)	79
شہر کے لیے امن کی اور شرک سے محفوظ رہنے کی دُعا (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا)	80
اولاد کے لیے عزت، ترقی اور رزق کی دُعا (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا)	80
حمد وثنائے ربِ علیم وخبیر (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا)	81
قبولیتِ دُعا اور عطائے اولاد پر شکرانے کی دُعا (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا)	81
اپنی اور اپنی اولاد کے لیے توفیقِ نماز اور قبولیتِ دُعا کی دُعا (ابراہیم علیہ السلام کی دُعا)	82
اپنی، اپنے والدین اور مومنین کی بخشش کی دُعا (ابراہیم علیہ السلام کی دُعا)	82
والدین کے لیے رحم وکرم کی دُعا	83
آغاز وانجام میں حصولِ نصرتِ الٰہی کے لیے دُعا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا)	84
اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تسبیح اور سجدۂ تلاوت کی دُعا	85
حصولِ رحمت وسامانِ ہدایت کی دُعا (اصحابِ کہف کی دُعا)	85
حصولِ اولاد کے لیے دُعا (حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا)	86
شرحِ صدر اور تاثیرِ زبان کی دُعا (موسیٰ علیہ السلام کی دُعا)	87
اللہ کی مدد اور نصرت کی دُعا	
(دربارِ فرعون میں ایمان لانے والے جادوگروں کے الفاظ)	88
علم میں اضافے کی دُعا (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا)	89
بیماری سے شفا کی دُعا (حضرت ایوب علیہ السلام کی دُعا)	89
مصیبت سے نجات کے لیے دُعا (حضرت یونس علیہ السلام کی دُعا)	90

حصولِ اولاد کے لیے دُعا (حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا)	91
مہم جوئی اور برحق فیصلہ طلبی کے لیے دُعا (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا)	92
نصرتِ الٰہی کے لیے دُعا (حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا)	93
کشتی/سواری پر سوار ہونے اور مہم پر روانہ ہونے کی دُعا (حضرت نوحؑ کی دُعا)	93
ظالموں میں شمار نہ ہونے کی دُعا (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا)	94
شیطانی وسوسوں سے بچنے کی دُعا	95
ایمان، بخشش اور رحم کی دُعا	95
بخشش اور رحمت کی دُعا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا)	96
عذابِ جہنم سے پناہ کی دُعا	97
ازواج واولاد کی طرف سے راحت کی دُعا	98
مغفرت، حصولِ جنّت، شفا اور علم وحکمت کی دُعا (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا)	98
پروردگارِ عالم سے فیصلہ طلبی کی دُعا (حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا)	99
اپنے اور اپنے گھر والوں کے لیے دُعائے نجات (حضرت لوط علیہ السلام کی دُعا)	100
توفیقِ شکرِ نعمتِ خداوندی اور اعمالِ صالح کی دُعا (حضرت سلیمان علیہ السلام کی دُعا)	100
اللہ کے برگزیدہ بندوں پر سلامتی کی دُعا	101
اضطراب اور بے قراری میں بندے کی فریاد اور اللہ رحمٰن ورحیم کا جواب	102
نادانستگی میں ہونے والی زیادتی کے اعتراف اور بخشش کی دُعا (موسیٰ علیہ السلام کی دُعا)	103
دُعائے شکرانہ (موسیٰ علیہ السلام کی دُعا)	104

ظالموں سے نجات کی دُعا (موسیٰ علیہ السلام کی دُعا) 104

اللہ کی راہنمائی کی دُعا (موسیٰ علیہ السلام کی دُعا) 105

طلبِ خیر کی دُعا عزوجل کے حضور اظہارِ محتاجی (موسیٰ علیہ السلام کی دعا) 105

مفسدین کے مقابلے میں نصرت کی دُعا (حضرت لوط علیہ السلام کی دُعا) 107

صبح وشام کی کوتاہیوں کی تلافی کے لیے دُعا 107

حمد وثنائے ربِ رحیم اور شکر گزاری کی دُعا 108

راہنمائی کے لیے دُعا (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا) 109

اولادِ صالح کے لیے دُعا (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا) 109

حمد وثنائے ربِ جلیل اور رسولوں پر سلامتی کی دُعا 110

زبردست طاقت وحکومت کے لیے دُعا (حضرت سلیمان علیہ السلام کی دُعا) 110

باہمی اختلاف میں اللہ کریم سے مدد اور نصرت کے لیے دُعا

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا) 112

ملائکہ کی مومنین کے حق میں دُعا 112

سواری پر سوار ہونے کی دُعا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا) 114

اپنے اور اپنی اولاد کے لیے توفیقِ شکر مندی واعمالِ صالح کی دُعا 115

مغلوبیت میں اللہ جل جلالہ سے مدد کی دُعا

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، نوح علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا) 115

بغض وکینہ سے بچنے اور حصولِ مغفرت کی دُعا 116

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اُسی سے مدد کی التجا (حضرت ابراہیمؑ کی دُعا)	117
روحانی ترقی اور مغفرت کی دُعا	118
جنت میں گھر اور ظالموں سے نجات کی دُعا	
(فرعون کی مومنہ بیوی حضرت آسیہ علیہا السلام کی دُعا)	119
اللہ پاک کی تسبیح (باغ والوں کی دُعا)	120
پروردگارِ عالم سے اُمید کی دُعا (باغ والوں کی دُعا)	121
اپنے، والدین اور مومنین و مومنات کے لیے	
دُعائے بخشش (حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا)	121
کافروں کی ہلاکت کے لیے دُعا (حضرت نوح علیہ السلام کی دُعا)	122
ہر قسم کے شر اور مصیبت سے پناہِ الٰہی کی دُعا	123
حصّہ دوم منتخب مناجات اور دُعائیں	126
دُعائے مُجیر	127
دُعائے جوشن کبیر	144
دُعائے توبہ	202
حدیثِ کساء	212
دُعائے کمیل	222
دُعائے نُور صغیر	241
دُعائے صباح	243

دُعائے توسّل	250
بیماری یا کرب واذیت سے نجات کی دُعا	258
مہم جوئی، بے چینی، سختی اور پریشانی کے لیے امام سجاد علیہ السلام کی دُعا	261
مصیبتوں سے بچاؤ اور بُرے اخلاق واعمال سے حفاظت کے لیے	
امام سجاد علیہ السلام کی دُعا	263
طلبِ مغفرت کے اشتیاق میں امام سجاد علیہ السلام کی دُعا	266
دُعائے حضرت امام حسین علیہ السلام	268
امام رضا علیہ السلام سے منقول گناہوں سے معافی کی دُعا	269
سیّدۃُ نساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے چار اعمال	270
دشمنوں سے حفاظت کی دُعا	271
دُعائے سلامتی وتعجیلِ ظہور امامِ زمان علیہ السلام	272
دُعا	273

تمہید

قرآن میں بہت ساری دُعائیں موجود ہیں جو انبیائے کرام علیہم السلام یا صالحین عظام نے بارگاہِ الٰہی میں پیش کیں اور ان کے علاوہ کئی دُعائیں خود اللہ ربُ العزت نے بیان کیں اور انبیائے کرام سے اور اپنے بندوں سے فرمایا کہ یوں کہو اور میری بارگاہ میں اس طرح عرض کرو۔ ہر دُعا اپنی جگہ اتنی جامعیت رکھتی ہے کہ ہمیں لگتا ہے کہ یہ تو بالکل اپنے حسبِ حال ہے اور پھر دِل چاہتا ہے کہ اسے یاد کرلیں اور اپنے معمول کے وظائف میں شامل کرلیں۔ قرآنِ کریم پر غور کرنا مجھے بہت پسند ہے حتیٰ کہ دورانِ سفر بھی یہ شوق میرے ساتھ ساتھ میرا ہمسفر رہتا ہے۔ میں جب بھی قرآن کریم پڑھتا یا سُنتا تھا تو دِل میں یہ خواہش پیدا ہوتی تھی کہ لعل و جواہر سے بھرے ہوئے اس سمندر سے یہ دُعائیہ موتی چُن کر الگ کرلوں۔ یہ خواہش وقت کے ساتھ ساتھ شدید ہوتی چلی گئی اور انجامِ کار یہ کتاب ''رَبَّنَا'' آپ کے ہاتھ میں ہے جس میں اُس بحرِ گراں مایہ سے چُنے ہوئے موتی پروئے ہوئے ہیں۔ ہم اپنی حیات کو ان سے آراستہ کرسکتے ہیں جو ہر دو جہاں کے لیے کافی ہے کیونکہ بے شک اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

سیّد حمّاد رضا بُخاری

فیصل آباد، پاکستان

۱۱ مئی ۲۰۱۷ء

حصّہ اوّل

قرآنی دُعائیں

(ترتیبِ قرآنی کے ساتھ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ
وَ آلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ الطّٰھِرِیۡنَ الۡمَعۡصُوۡمِیۡنَ ○

دُعا

دُعا، عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی تو التجا اور پکار کے ہیں لیکن اس سے مراد اللہ تعالیٰ سے کوئی فریاد کرنا یا کچھ طلب کرنا ہے۔ اس کے علاوہ مخصوص آیات کے ورد کو بھی دُعا میں شمار کیا جاتا ہے جبکہ کسی کے لیے نیک تمنا اور بھلائی کی خواہش کے اظہار کو بھی دُعا کہا جاتا ہے۔ فرہنگِ آصفیہ میں دُعا کے لغوی معانی ''حاجت، درخواست، التجا، استدعا، التماس، عرض، ارداس، چھوٹے کا بڑے سے مانگنا، وظیفہ، مناجات اور مغفرت کی طلب'' بیان کیے گئے ہیں۔ جامعہ پنجاب کے شائع کردہ ''اُردو دائرہ معارف اسلامیہ'' میں دُعا کے لغوی معانی ''بلانا، پکارنا، منسوب کرنا، عبادت کرنا اور مدد طلب کرنا'' ہیں۔

ہم جب مشکلات و مصائب سے گھبرا کر ہمت ہارنے لگتے ہیں اور سب دُنیاوی حیلے اور وسیلے بیکار ہونے لگتے ہیں تو اُس لمحے اُمید کی ایک لو دُور کہیں ٹمٹماتی ہوئی نظر آتی ہے۔ وہ نصرتِ الٰہی ہوتی ہے جو ہمیں اپنی طرف متوجہ کرتی ہے، پس ہم دُعا و مناجات کے ذریعے اُس کی طرف بڑھتے ہیں اور بالآخر بارگاہِ الٰہی میں فریاد کناں ہو کر مشکلات و مصائب اور رنج و الم سے چھٹکارا پا لیتے ہیں۔

دُعا مومن کا وہ مضبوط ہتھیار ہے جس سے وہ ہر مصیبت و پریشانی میں حالات کا مقابلہ کرتا ہے اور یہ ہتھیار کبھی ناکارہ و بے کار نہیں ہوتا، حدیثِ مبارکہ ہے:

"الدُّعاءُ اَنفَذُ مِنَ السِّنانِ الحَدِیدِ"

(دُعا، لوہے کے تیز نیزے سے بھی زیادہ موثر ہتھیار ہے۔) ①

امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"الدُّعاُ سِلاحُ المُؤمِنِ وَ عَمودُ الدِّینِ و نُورُ السماواتِ وَالاَرضِ"

(دُعا مومن کا ہتھیار، دین کا ستون اور زمین و آسمان کا نور ہے۔) ②

اور مزید فرمایا:

"اِنَّ الدُّعاءَ یَرُدُّ القَضاءَ وَ قَد نَزَلَ مِنَ السَّماءِ وَقَد اُبرِمَ اِبراماً"

(دُعا آسمان سے نازل ہونے والی قضا کو لوٹا دیتی ہے اگرچہ وہ قضا شدت کے ساتھ مبرم اور محکم ہو چکی ہو۔) ③

اور ایک جگہ فرمایا کہ جب کوئی بندہ خداوند عزیز و جبار کی بارگاہ میں دستِ نیاز دراز کرتا ہے تو خداوند عالم اُسے خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا، اُس پر کرم کرتے ہوئے اُس کے ہاتھوں کو اپنے فضل و رحمت سے بھر دیتا ہے۔ اور دُعا کرنے والے کو محروم نہیں کرتا۔ ④

دُعا مانگنا عبادت ہے اور قرآن مجید میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے

---

① کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۶۹

② کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۶۸

③ کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۶۹

④ کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۷۱

جس سے اس کی اہمیت اور عظمت واضح ہوتی ہے مثلاً سورۃ الاعراف میں ارشاد ہوتا ہے:

"اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝۵۵"

(اپنے پروردگار سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے دُعا کیا کرو،

بے شک وہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔) (۱)

اسی سورۃ مبارکہ کی اگلی آیتِ کریمہ میں حکم ہوتا ہے:

"وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝۵۶"

(اور خدا سے خوف اور اُمید کے ساتھ دُعا کرو،

بے شک اللہ کی رحمت نیکوکاروں سے قریب ہے۔) (۲)

سورۃ النمل میں ارشاد فرمایا:

"اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْۗءَ"

(کون ہے جو مضطر و بے قرار کی دُعا و پکار کو قبول کرتا ہے جب وہ اُسے پکارتا ہے؟

اور اُس کی تکلیف و مصیبت کو دُور کر دیتا ہے؟) (۳)

اور سورۃ البقرہ میں ارشادِ پروردگارِ عالم ہوتا ہے:

"وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ۭ
اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ"

---

(۱) سورۃ الاعراف، آیت: ۵۵

(۲) سورۃ الاعراف، آیت: ۵۶

(۳) سورۃ النمل، آیت: ۶۲

(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم !) اور جب میرے بندے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے میرے بارے میں سوال کریں تو (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں) میں یقیناً قریب ہوں، جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اُس کی دُعا و پکار کو سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔) (۱)

سورۃ انعام میں بھی اللہ کریم فرما رہا ہے کہ:

''قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ لَئِنْ اَنْجٰىنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۳﴾ قُلِ اللّٰهُ يُنَجِّيْكُمْ مِّنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ اَنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۶۴﴾''

(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! کہیے کہ تمہیں صحرا و سمندر کے اندھیروں سے (مصیبتوں سے) کون نجات دیتا ہے؟ جب تم اُسے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے پکارتے ہو، (اور دِل میں کہتے ہو) کہ اگر وہ ہمیں ان (خطرات) سے نجات دے دے تو ہم شکر گزاروں میں سے ہوں گے۔ کہیے! اللہ تمہیں ان سے اور ہر رنج و غم سے نجات دیتا ہے پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔) (۲)

اور سورۃ المومن میں حکم ہوتا ہے:

''وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ
اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾''

(اور تمہارا پروردگار کہتا ہے کہ تم مجھ سے دُعا کرو، میں تمہاری دُعا قبول کروں گا اور جو لوگ میری (اس) عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔) (۳)

---

(۱) سورۃ البقرہ، آیت: ۱۸۶

(۲) سورۃ انعام، آیت: ۶۳ تا ۶۴

(۳) سورۃ المومن، آیت: ۶۰

ایک طرف خداوندمتعال اپنے بندوں کو دُعا کرنے کا حکم دیتا ہے تو دُوسری طرف دُعا نہ کرنے والوں سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ مجھے ایسے لوگوں کی کوئی پروا نہیں۔

پس سورۃ الفرقان میں ارشاد ہوتا ہے:

''قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ج''

(آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجیے! اگر تمہاری دُعا و پکار نہ ہو تو میرا پروردگار تمہاری کوئی پروا نہ کرے۔) (۱)

اسی طرف امام صادق علیہ السلام نے بھی اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر بندہ اپنا مُنہ بند رکھے اور دُعا نہ کرے تو اُسے کچھ نصیب نہیں ہوگا لہٰذا دُعا کیا کرو تا کہ تم پر عنایت کی جائے۔ کوئی دَر ایسا نہیں ہے جسے کھٹکھٹایا جائے تو وہ کھٹکھٹانے والے پر وا نہ ہو۔ (۲) اور ایک جگہ فرمایا کہ جو شخص خدا کے فضل کی درخواست نہ کرے وہ بیچارہ اور فقیر ہو جائے گا۔'' (۳)

امام صادق علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ مجھے چار طرح کے غافلوں پر تعجب ہے جو چار مسائل کے حل سے غافل ہیں۔ (۴)

۱) مجھے تعجب ہے اُس پر جو غم سے آزمایا گیا اور پھر بھی اس آیت سے غفلت کرتا ہے:

''لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ق اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۷﴾ ج''

---

(۱) سورۃ فرقان، آیت ۷۷

(۲) کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۶۷

(۳) کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۶۷

(۴) شیخ صدوق، الخصال، ج ۱ ص ۲۱۸، حدیث ۴۳

(الٰہی! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ہی زیاں کاروں میں سے ہوں۔) ①

کیا تم نہیں جانتے کہ اس دُعا پر اللہ نے کیا جواب دیا؟ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس کے بعد فرمایا:

"فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ ....﴿۸۸﴾"

(تو ہم نے اُس کی پکار سن لی اور اُسے غم سے نجات دے دی...) ②

۲) مجھے تعجب ہے اُس پر جو بیماری سے آزمایا گیا، کہ وہ کیسے اس دُعا سے غفلت کرتا ہے:

"رَبِّ اِنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾ۚۖ"

(اے میرے رب! مجھے یہ بیماری لگ گئی ہے اور تُو ارحم الراحمین ہے۔) ③

کیا تم نہیں جانتے کہ اس دُعا کے بارے میں اللہ نے کیا فرمایا؟ اللہ نے فرمایا ہے:

"فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ ....﴿۸۴﴾"

(تو ہم نے اُس کی دُعا قبول کر لی اور جو دُکھ اُسے تھا وہ دُور کر دیا...) ④

۳) مجھے تعجب ہے اُس پر جو خوف سے آزمایا گیا، کہ وہ کیسے اس آیت سے غفلت کرتا ہے:

"حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾"

(ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔) ⑤

---

① سورۃ الانبیاء: آیت: ۸۷

② سورۃ الانبیاء: آیت: ۸۸

③ سورۃ الانبیاء: آیت: ۸۳

④ سورۃ الانبیاء: آیت: ۸۴

⑤ سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۷۳

کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس پر اللہ نے کیا فرمایا؟ اللہ فرماتا ہے:

فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ... ﴿۱۷۴﴾

(پس وہ اللہ کی عنایت اور اُس کے فضل و کرم سے اس طرح لوٹے کہ اُنہیں کسی قسم کی تکلیف نے چھوا بھی نہیں...) ①

۴) مجھے تعجب ہے اُس پر جو لوگوں کے مکر سے آزمایا گیا، کہ وہ کیسے اس دُعا سے غفلت کرتا ہے:

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾

(میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کا نگراں ہے۔) ②

کیا تم نہیں جانتے کہ اس دُعا پر اللہ نے کیا جواب دیا؟ اس پر اللہ نے فرمایا:

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا.... ﴿۴۵﴾

(پس اللہ نے اُس کو اُن لوگوں کی تدبیروں اور چالوں کی برائیوں سے بچالیا...) ③

عام طور پر ہم صرف بڑے یعنی خاص اور اہم معاملات کے لیے ہی دُعا کرتے ہیں جبکہ چھوٹی چھوٹی حاجات کو غیر اہم اور معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں اور اُن کے لیے دُعا نہیں کرتے، یہ بالکل نامناسب اور غلط طریقہ ہے۔ اپنی ہر چھوٹی سے چھوٹی حاجت کو ربِ کائنات کے حضور پیش کرتے رہنا چاہیے کیونکہ اُس سے ہمارا سوال کرنا اُسے پسند ہے، جیسا کہ امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تم لوگ دُعا کو اپنا شیوہ بناؤ کیونکہ خداوند عالم سے نزدیک

---

① سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۷۴

② سورۃ غافر، آیت: ۴۴

③ سورۃ غافر، آیت: ۴۵

ہونے کے لئے اس جیسی کوئی چیز نہیں، اور فرمایا کہ کسی بھی چھوٹی حاجت کو اُس کے چھوٹے ہونے کی بنا پر ترک نہ کرو کیونکہ جس کے ہاتھ میں چھوٹی چھوٹی حاجتیں ہیں اُسی کے ہاتھ میں بڑی بڑی بھی ہیں۔) ①

خالقِ عالم تمام ظاہر، باطن، ماضی، حال اور مستقبل سے ہر جہت سے آگاہ ہے اور اپنے بندوں کی تمام ضروریات اور خواہشات اُس پر آشکار اور ہویدا ہیں لیکن اس کے باوجود وہ چاہتا ہے کہ بندہ دُعا کے وقت اپنی زبان سے اپنی حاجات کو بیان کرے۔

امام صادق (علیہ السلام) نے فرمایا، ''خداوند منان یہ جانتا ہے کہ بندہ دُعا کے وقت کیا چاہتا ہے لیکن اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ حاجتیں اُس کی بارگاہ میں پیش کی جائیں، لہٰذا جب بھی دُعا کرو تو اپنی ضرورت زبان سے بیان کرو۔'' ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ خداوند سبحانہٗ وتعالیٰ تمہاری ضرورت اور آرزو کو جانتا ہے لیکن اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ تم اپنی حاجتیں اُس کی بارگاہ میں اپنی زبان سے کہو۔ ②

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ ○

---

① کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۶۷

② کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۷۴

ہماری دُعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟

اکثر لوگ یہ شکوہ کرتے ہیں کہ ہم دُعائیں تو کرتے ہیں مگر وہ قبول نہیں ہوتیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ (معاذ اللہ) اللہ دُعا سنتا ہی نہیں ہے۔ نہیں، ایسا بالکل نہیں ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ کریم دُعا نہ سنتا ہو جبکہ وہ خود فرماتا ہے:

''وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ؕ
اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (۱)''

(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) اور جب میرے بندے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے میرے بارے میں سوال کریں تو (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیں کہ) میں یقیناً قریب ہوں، جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اُس کی دُعا و پکار کو سنتا ہوں اور جواب دیتا ہوں۔) چنانچہ دُعائیں مستجاب نہ ہونے کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ ہم نے اللہ کریم کو اُس طرح پکارا ہی نہیں جس طرح پکارنے کا حق تھا۔

ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں قرآن مجید کی آیتِ مبارکہ ''مجھے پکارو تا کہ تمھاری دُعائیں قبول کروں'' کے مفہوم تک باوجود تحقیق کے نہیں پہنچ پایا، میں خدا کو پکارتا ہوں لیکن میری دُعائیں مستجاب نہیں ہوتیں۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ خدا نے (معاذ اللہ) اپنے وعدے کی خلاف ورزی کی ہے؟ اُس شخص نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے پوچھا، تو اِس کی کیا وجہ ہے؟ اُس نے کہا

---

(۱) سورۃ البقرہ، آیت: ۱۸۶

کہ مجھے معلوم نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمھیں آگاہ کر رہا ہوں کہ اگر کوئی شخص دُعا کرنے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کی اطاعت کرے اور جہتِ دُعا کا خیال رکھے تو اللہ جل جلالہ دُعا کو مستجاب فرماتا ہے۔ اُس شخص نے دریافت کیا کہ جہتِ دُعا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ پہلے اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرو اُس کی نعمتوں کو یاد کرو اور اُس کا شکر ادا کرو، پھر محمد وآلِ محمد (علیہم السلام) پر دُرود بھیجو اس کے بعد اپنے گناہوں کو یاد کرو، اُن کا اعتراف کرو اور اُن سے خدا کی پناہ مانگو، یہ جہتِ دُعا ہے۔ (۱)

حضرت امام صادق علیہ السلام نے ایک جگہ یوں بھی فرمایا، ''آدابِ دُعا کی حفاظت کرو (خیال رکھو) اور یہ دیکھو کہ کس کو پکار رہے ہو، کس طرح پکار رہے ہو اور کیوں؟ (۲)

سلیمان بن عمرو سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق (علیہ السلام) کو میں نے فرماتے ہوئے سنا کہ خداوند عالم بے خبر دِل سے نکلی ہوئی دُعا کو قبول نہیں کرتا لہٰذا جب خدا کی بارگاہِ قدس میں دُعا کے لئے آؤ تو دِل لگا کر آؤ اور اس بات کا یقین رکھو کہ جو دِل مولیٰ سے دُعا میں مشغول ہے اُس کی دُعا ضرور قبول ہوگی۔ (۳)

اور فرمایا کہ خداوند عالم سخت دِل اور سنگدل انسان کی دُعا قبول نہیں کرتا، دُعا کرنے والے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اُس کے اندر رقتِ قلب بھی پائی جائے کیوں کہ جس کے اندر سخت دِلی پائی جاتی ہے اُس کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ (۴)

---

(۱) دُرود وسلام کی برکتیں، ص ۸۳ تا ۸۴ بحوالہ الصواعق المحرقہ، باب ۱۱ ص ۱۴۹

(۲) محدث نوری، مستدرک الوسائل، ج ۵، ص ۲۱۷

(۳) کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۷۳

(۴) کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۷۴

دُعا سے پہلے محمد و آلِ محمد (علیہم السلام) پر صلوات یعنی دُرُود بھیجنا بہت ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر دُعا شرفِ قبولیت حاصل نہیں کر سکتی جیسا کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ صلوات کے بغیر دُعا رَد ہو جاتی ہے۔ (۱) اور ایک جگہ فرمایا کہ کوئی دُعا ایسی نہیں ہے کہ اُس کے اور آسمان کے درمیان پردہ حائل نہ ہو جب تک کہ مجھ پر اور میری آل (علیہم السلام) پر دُرُود نہ بھیجا جائے۔ دُرُود پڑھنے سے وہ پردہ ہٹ جاتا ہے اور دُعا عرش کی طرف چلی جاتی ہے، دُرُود نہ پڑھنے سے دُعا واپس لوٹ جاتی ہے۔ (۲) اور فرمایا کہ جب تم اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو تو پہلے دُرُود پڑھو کیونکہ اُس کے کرم سے یہ بات بعید ہے کہ اُس سے دو دُعائیں مانگی جائیں تو وہ ایک کو (یعنی دُرُود کو) قبول کر لے اور دُوسری کو (یعنی تمھاری حاجت کو) رَد کر دے۔ (۳)

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد میں جلوہ افروز تھے کہ ایک نمازی نے نماز سے فارغ ہو کر دُعا مانگی، "یا اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما۔" یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، "اے نمازی! تُو نے جلد بازی سے کام لیا، سُن! جب تُو نماز پڑھ لے تو بیٹھ کر پہلے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے شایانِ شان اُس کی حمد و ثنا بیان کیا کر پھر مجھ پر دُرُود پاک پڑھ کر دُعا مانگا کر۔" پھر ایک اور نمازی آیا، اُس نے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر دُرُود پاک پڑھا تو سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، "اے نمازی! تُو دُعا مانگ، تیری دُعا قبول ہوگی۔" (۴) دوسرے نمازی غالباً حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے کیونکہ ترمذی اور مشکوٰۃ میں ایسی ایک

---

(۱) احمد بن محمد الحسینی، شرح و فضائل صلوٰۃ، ص ۷۹

(۲) باقر مجلسی (متوفی ۱۶۹۸ء)، بحار الانوار، کتاب الفردوس، جامع الاخبار، روایت ۲۶ فصل ۲۸ ص ۲۸

(۳) نزہتہ المجالس، ج ۱ ص ۱۰۸

(۴) جامع ترمذی، ج ۲، حدیث ۱۴۳۱۔ مشکوٰۃ، ص ۸۴۔ مرقاۃ، ج ۱ ص ۳۴۴

حدیث اُن سے مروی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے نماز پڑھی، نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود پڑھ کر دُعا کرنے لگا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''تو مانگ تجھے عطا کیا جائے، تُو مانگ تجھے عطا کیا جائے۔'' ①

امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ''دُعا خداوند تعالیٰ سے اُس وقت تک پردے میں رہتی ہے جب تک محمد وآلِ محمد (علیہم السلام) پر دُرود نہ بھیجا جائے۔'' ② ایسی ہی روایت اصولِ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہے۔ ③ اور کتاب کفایۃ الاثر میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کی گئی ہے۔ ④

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا، ''جب بھی خدا سے اپنی حاجات طلب کرنا چاہو تو پہلے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی حمد وثنا کرو پھر محمد وآلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود بھیجو پھر اپنی حاجات طلب کرو۔'' ⑤ ایک جگہ فرمایا کہ جو شخص دُعا کرتا ہے لیکن جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات نہیں بھیجتا تو اُس کی دُعا اُس کے سر پر چکر لگاتی رہتی ہے جب تک کہ وہ صلوات نہیں بھیجتا۔ ⑥ آپ علیہ السلام

---

① جامع ترمذی، ج ۱، حدیث ۴۷۸۔ مشکوٰۃ، ص ۸۷

② ثواب الاعمال (مطبوعہ تہران ۱۳۹۱ق)، ص ۱۸۶

③ اصول کافی، ج ۴ ص ۲۴۷

④ کفایۃ الاثر (مطبوعہ قم ۱۴۰۱ق)

⑤ ابوالعباس جمال ابن احمد بن محمد فہد حلی (متوفی ۸۴۱ق)، عدۃ الداعی، ص ۱۲۰۔ مرقاۃ ص ۳۴۴

⑥ محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازیؒ (متوفی ۳۲۸ق)، اصول کافی

نے یہ بھی فرمایا کہ جس کو خداوند متعال سے کوئی حاجت طلب کرنی ہو اُسے چاہیے کہ وہ اپنی دُعا کو صلواتِ محمد وآلِ محمد (علیہم السلام) سے شروع کرے پھر اپنی حاجت طلب کرے اور صلواتِ محمد وآلِ محمد (علیہم السلام) پر دُعا کو ختم کرے۔ جس دُعا کے اوّل اور آخر کو اللہ تعالیٰ قبول فرمالے اُس کے وسط میں موجود دُعا کبھی رد نہیں ہوسکتی۔ ① ایک جگہ فرمایا کہ جو دُعا صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شروع ہو وہ مقبول ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ خداوند تعالیٰ کچھ دُعا کو قبول کرے اور کچھ کو رد کردے۔ ②

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ ○

❁

① محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازیؒ (متوفی ۳۲۸ق)، اصول کافی

② خواجہ عابد رضا محسنی، درود وسلام کی برکتیں، ص ۱۹۰۔ محمد بن یعقوب بن اسحاق کلینی رازی (متوفی ۳۲۸ق)، الکافی، ج ۲/ ۴۹۴ ح ۱۶۔ امالی شیخ الطوسی ۱/ ۱۷۵، ح ۴۲۔

جا ۱۵/ ۴۷۴، ح ۵۳۔ جا ۱۵/ ۴۷۲ ح ۵۰

دُعا کرنے کا طریقہ

اپنے حسبِ حال دُعا منتخب کریں اور جہتِ دُعا [1] کا خیال کرتے ہوئے یعنی پہلے اللہ عزّوجلّ کی حمد و ثنا کریں، اُس کی نعمتوں کو یاد کر کے اُس کا شکر ادا کریں، پھر محمد و آلِ محمد (علیہم السلام) پر درُود بھیجیں، اس کے بعد اپنے گناہوں کو یاد کر کے اُن کا اعتراف کریں اور اُن سے خدا کی پناہ مانگیں پھر دُعا کریں اور دُعا کے بعد پھر درُود شریف پڑھیں۔

کچھ لوگ دُعا کو معمولی اور سبک جانتے ہیں اور بہت سادہ انداز میں جلد بازی میں دُعا کرتے ہیں اور مصلحت کو مدِ نظر رکھے بغیر اجابت کے خواہاں ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ائمہ اطہار (علیہم السلام) فرماتے ہیں کہ دُعا میں اصرار اور اِلحاح کرو (یعنی گڑگڑا کر، منت سماجت اور گریہ و زاری کر کے دُعا کرو) اور اس کی قبولیت کو خدا کی طرف سے اپنے لیے مصلحت اور اُس کے لئے لازم جانو۔ [2]

دُعا کے وقت رونا خاص اہمیت کا حامل ہے کیونکہ آنسو باطنی صفائی کی علامت ہیں اور بندے کو رحمتِ حق سے قریب کر کے گناہوں کے بوجھ سے ہلکا کرتے ہیں۔ امام صادق (علیہ السلام) فرماتے ہیں کہ گریہ کے سوا ہر چیز کے لئے ایک پیمانہ اور وزن ہے، گریہ کا ایک قطرہ آگ کے دریاؤں کو خاموش کر دیتا ہے، آنسو جب آنکھ کے حلقوں میں آتا ہے تو صاحبِ گریہ کا چہرہ ذلت و خواری سے دوچار نہیں ہوتا اور جب رخسار پر گرنے لگتا ہے تو اُس پر آتشِ دوزخ

---

[1] کتاب ہٰذا، باب ہماری دُعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟

[2] کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۷۵

حرام ہوجاتی ہے، اور جب بھی کسی اُمت کے درمیان کوئی ایک شخص گریہ کناں ہوگا تو اُس اُمت پر رحم وکرم کی بارش ہوگی۔ (۱) اور فرمایا:

”مَا مِن قَطرَۃٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ مِن قَطرَۃِ دُمُوعٍ فِی سَوادِ اللَّیلِ مَخَافَۃً مِنَ اللّٰہِ لا یُرادُ بِھا غَیرُہُ“

(خدا کے نزدیک شب کی تاریکی میں آنکھ سے نکلنے والے اُس آنسو سے زیادہ کوئی آنسو محبوب نہیں ہے جو خدا کے خوف سے نکلا ہو اور اُس کے سوا کسی اور کے لیے نہ ہو۔) (۲)

اسحاق بن عمار سے منقول ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں دُعا کرتے وقت رونا چاہتا ہوں لیکن آنسو نہیں نکلتے اور بسا اوقات اپنے بعض مرحومین کو یاد کرتا ہوں تو آنسو چھلک پڑتے ہیں اور رقت طاری ہوجاتی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں، اُنہیں یاد کرو اور جب رقت طاری ہو تو گریہ کرو اور اپنے رب کو پکارو اور اُس کی بارگاہ میں دُعا کرو۔ (۳)

احمد بن محمد بن ابی نصر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا (علیہ السلام) سے عرض کیا کہ میں آپ پر قربان جاؤں میں چند سالوں سے خدا سے ایک حاجت طلب کررہا ہوں لیکن اجابت میں تاخیر کی بنا پر میرے دِل میں اضطراب پیدا ہوگیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے احمد! کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تمہارے دِل میں راہ پیدا کرلے اور تمہیں مایوسی اور نا اُمیدی کے میدان میں لے جائے۔ امام باقر (علیہ السلام) نے فرمایا تھا کہ جب بھی کوئی مومن خدا سے حاجت

---

(۱) مجموعہ ورام، ج ۲، ص ۲۰۲

(۲) کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۸۲

(۳) کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۸۲

طلب کرے اور اُس کی قبولیت میں تاخیر ہو تو یہ تاخیر اس وجہ سے ہے کہ خدا کے نزدیک اُس کی آواز محبوب اور گریہ وزاری پسندیدہ ہے۔ حضرت صادق (علیہ السلام) نے فرمایا کہ جب مومن اپنی حاجت میں خدا کو پکارے تو خدا فرماتا ہے کہ اس کی قبولیت میں تاخیر کرو کیونکہ میں اس کی آواز اور اس کی دُعا کا مشتاق ہوں۔ اور روزِ قیامت خدا فرمائے گا کہ اے میرے بندے! تم نے مجھے پکارا تھا لیکن میں نے تیری دُعا کے قبول کرنے میں تاخیر کی اِس وقت اُس تاخیر کے بدلے تیرا یہ اور وہ ثواب ہے (یعنی قبولیتِ دُعا میں تاخیر ہونے پر آخرت میں اُس کا ثواب ملے گا)۔ اس کے بعد حضرت صادق (علیہ السلام) نے فرمایا کہ (روزِ قیامت) مومن آرزو کرے گا کہ اے کاش دُنیا میں اُس کی کوئی دُعا قبول نہ ہوئی ہوتی کیونکہ اس کا ثواب عظیم ہے۔ (۱)

قبولیتِ دُعا کے اوقات

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ان چار اوقات میں دُعا کیا کرو کیونکہ ایسے موقعوں پر رحمت کے دروازے کھلے رہتے ہیں: (۲)

۱) جب تیز و تند ہوائیں چل رہی ہوں، ۲) ظہر کے وقت، ۳) بارش کے وقت اور ۴) جب کسی مومن کا خون بہایا جا رہا ہو۔ نیز فرمایا کہ دُعا ان چار مراحل میں قبول ہوتی ہے: (۳)
نماز وتر میں، فجر کے بعد، ظہر اور مغرب کے بعد۔

آپ نے امیر المومنین حضرت علی (علیہ السلام) سے نقل کیا کہ ان چار موقعوں پر دُعا کو

---

(۱) کلینی، اصول کافی، ج ۲

(۲) حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج ۷، ص ۶۴

(۳) کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۷۷

غنیمت شمار کرو:

۱) قرآن پڑھتے وقت، ۲) اذان کے وقت، ۳) بارش کے وقت اور ۴) میدانِ جہاد میں حق پرستوں کے کفر کے خلاف جہاد کرتے وقت۔ (۱)

امام صادق (علیہ السلام) نے یہ بھی فرمایا کہ جب تمہارے جسم لرزنے لگیں اور آنسو نکلیں تو اس بات کی اُمید رکھو کہ تمہاری طرف عنایت ہو چکی ہے۔ (۲)

دُنیا و آخرت کے لیے ایک کامل دُعا اور موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا

سُوْرَةُ الْفَاتِحَة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۲ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۳ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۵ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ ہر قسم کی تعریف اُس اللہ ہی کے لیے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔ جو (سب پر) بڑا مہربان (اور خاص بندوں پر) نہایت رحم کرنے والا ہے۔ جزا و سزا کے دن کا مالک (و مختار) ہے۔ (اے اللہ!) ہم

---

(۱) حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج ۷ ص ۶۴

(۲) کلینی، اصول کافی، ج ۲، ص ۴۸۷

تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھے راستے کی (اور اس پر چلنے کی) ہدایت کرتا رہ۔ راستہ اُن لوگوں کا جن پر تُو نے انعام واحسان کیا نہ اُن کا (راستہ) جن پر تیرا قہر وغضب نازل ہُوا اور نہ اُن کا جو گمراہ ہیں۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ اُمّ الکتاب ہے۔ ایک مرتبہ جابر بن عبداللہ انصاریؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ کیا تمھیں سب سے زیادہ فضیلت والی سورت کی تعلیم دوں جو خدا نے اپنی کتاب میں نازل فرمائی ہے؟ حضرت جابرؓ نے عرض کیا جی ہاں، میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قربان ہوں مجھے اُس کی تعلیم دیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنھیں سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ تعلیم کی اور ارشاد فرمایا کہ یہ سورت موت کے علاوہ ہر بیماری کے لیے شفا ہے۔ اس سورت سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، خداوند عالم نے تورات، انجیل، زبور یہاں تک کہ قرآن میں بھی ایسی کوئی سورۃ نازل نہیں فرمائی اور یہ اُمّ الکتاب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ پڑھے اُسے اتنا اجر وثواب ملے گا جتنا اُس شخص کو ملے گا جس نے دو تہائی قرآن کی تلاوت کی ہو (ایک حدیث مبارکہ میں پورے قرآن کی تلاوت کے برابر ثواب مذکور ہے) اور وہ ثواب اتنا ہوگا گویا اُس نے ہر مومن اور مومنہ کو ہدیہ پیش کیا ہو۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ قرآن میں سُوْرَۃُ الْفَاتِحَۃ کا تعارف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے عظیم انعام کے طور پر کرایا گیا ہے اور اسے پورے قرآن کے مقابلے میں پیش فرمایا گیا ہے جیسا کہ ارشادِ الٰہی ہے:

''وَلَقَدۡ اٰتَیۡنٰکَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ ﴿۸۷﴾''

(ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو سات آیتوں پر مشتمل (سورت حمد) عطا کیا
جو دو مرتبہ (ہے) اور قرآنِ عظیم بھی عنایت فرمایا۔) (۱)

قرآن مجید اپنی تمام تر عظمت کے باوجود یہاں سُوۡرَۃُ الۡفَاتِحَۃ کے برابر قرار پایا ہے اور اس سورت مبارکہ کا دو مرتبہ نزول بھی اس کی بہت زیادہ اہمیت کی بنا پر ہی ہے۔ حضرت امیر المومنین علی ابن طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے مجھے سُوۡرَۃُ الۡفَاتِحَۃ دے کر خصوصی احسان فرمایا ہے اور اسے قرآن کے مقابل قرار دیا ہے اور یہ عرش کے خزانوں میں سے اشرف ترین خزانہ ہے۔

اس مبارک سورت کی فضیلتوں کے بیانات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ احادیثِ اسلامی میں اس سورت کی تلاوت سے متعلق اتنی تاکید کیوں کی گئی ہے۔ اس کی تلاوت انسان کو روحِ ایمان بخشتی ہے اور اُسے خدا کے قریب کرتی ہے۔ اس سے دِل کو جلا ملتی ہے، روحانیت پیدا ہوتی ہے، انسانی ارادوں کو کامیابی میّسر آتی ہے اور خالق و مخلوق کے مابین انسانی جستجو فزوں تر ہوجاتی ہے۔ نیز انسان اور گناہ و انحراف کے درمیان رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اسی بنا پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ شیطان نے چار دفعہ نالہ و فریاد کیا، پہلا موقع وہ تھا جب اُسے راندۂ درگاہ کیا گیا، دوسرا وقت وہ تھا جب اُسے بہشت سے زمین پر اُتارا گیا، تیسرا وہ لمحہ تھا جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث برسالت کیا گیا اور آخری وہ مقام تھا جب سُوۡرَۃُ الۡفَاتِحَۃ نازل کیا گیا۔ (۲)

---

(۱) سورۃ الحجر، آیت: ۸۷

(۲) آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، ج ا ص ۱۴۱ تا ۱۴۴۔ مجمع البیان۔ نور الثقلین۔ ج ا آغاز سورۃ حمد

بروایتے سورت فاتحہ کو رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افضل القرآن قرار دیا۔ (۱) حدیثِ قدسی میں فرمانِ الٰہی ہے کہ میرے بندے کو وہ ضرور ملے گا جو کچھ اس دُعا میں اُس کے لیے مانگا گیا ہے۔ (۲)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک دن جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سرِ اقدس اُوپر اٹھایا، جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آسمان کا ایک دروازہ ہے جس کو صرف آج ہی کھولا گیا اور آج سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا پھر اُس سے ایک فرشتہ نازل ہُوا، جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ فرشتہ آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہُوا۔ اُس فرشتے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن دو انوار کی خوشخبری ہو جو صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیے گئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی بھی نبی کو عطا نہیں ہوئے، اُن میں سے ایک سورۃ الفاتحہ اور دوسرا سورۃ البقرہ کا آخری حصّہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے جو حرف بھی پڑھیں گے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس کا اجرِ عظیم ملے گا۔ (۳)

منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سورۃ البقرہ کی آخری دونوں آیات کو یاد کرو اور اپنے اہل و عیال کو بھی یاد کراؤ۔ (۴)

---

(۱) مستدرک حاکم

(۲) صحیح مسلم

(۳) مسلم، کتاب فضائل القرآن

(۴) الدر المنثور للسیوطی، ج ا ص ۳۷۸

سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات
(دُعائے بخشش اور التجائے عفو و درگزر)

”اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۫ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿۲۸۵﴾ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾“

(رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اُن تمام باتوں پر ایمان رکھتے ہیں جو اُن کے پروردگار کی طرف سے اُن پر اتاری گئی ہیں اور مؤمنین بھی خدا پر، اُس کے ملائکہ پر، اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں (علیہم السلام) پر ایمان رکھتے ہیں، (وہ کہتے ہیں کہ) ہم خدا کے رسولوں میں تفریق نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم نے فرمانِ الٰہی سنا اور اُس کی اطاعت کی، پروردگار! ہمیں تیری مغفرت درکار ہے اور تیری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے۔ خدا کسی کو اُس کی وسعت (طاقت) سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو کوئی (نیکی) کرے گا اُس کا نفع اُس کو ہوگا اور جو کوئی (برائی) کرے گا اُس کا نقصان بھی اُسی کو

ہوگا، پروردگار! اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں تو ہماری گرفت نہ کر، پروردگار! ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈال جیسا ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا، پروردگار! ہم پر وہ بار نہ ڈال جس کے اُٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں ہے، اور ہمیں معاف کر، اور ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم فرما تو ہمارا مالک اور سرپرستِ اعلیٰ ہے، کافروں کے مقابلہ میں تُو ہی ہماری مدد فرما۔) (١)

رزق اور امن کی دُعا

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا)

رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ

(اے میرے پروردگار! اس شہر (مکہ) کو امن والا شہر بنا اور اس کے رہنے والوں میں سے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لائیں اُنھیں ہر قسم کے پھلوں سے روزی عطا فرما۔) (٢)

خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دُعا کی جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مکہ کو پرُامن شہر بنایا اور بے آب و گیاہ علاقہ ہونے کے باوجود وہاں کے لوگوں پر رزق اور پھلوں کی فراوانی کی۔

---

(١) سورۃ البقرہ، آیت: ٢٨٥ تا ٢٨٦

(٢) سورۃ البقرہ، آیت: ١٢٦

قبولیتِ اعمال کی دُعا

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾

(اے ہمارے پروردگار! ہم سے (یہ عمل) قبول فرما، بے شک تُو بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔) (۱)

ارشادِ الٰہی ہے، (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) اس گھر (خانہ کعبہ) کی بنیادیں بلند کر رہے تھے (اور اس کے ساتھ ساتھ یہ دُعا کرتے جاتے تھے) اے ہمارے پروردگار! ہم سے (یہ عمل) قبول فرما، بے شک تُو بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔

حقیقی مسلمان بنے رہنے اور توبہ کے قبول ہونے کی دُعا

(حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا)

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۲۸﴾

(اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنا (حقیقی) مسلمان (فرمانبردار بندہ) بنائے رکھ اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک اُمت مسلمہ (فرمانبردار اُمت) قرار دے اور ہمیں ہماری عبادت کے

---

(۱) سورۃ البقرہ، آیت: ۱۲۷

طریقے بتا، اور ہماری توبہ قبول فرما بے شک تُو بڑا توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔) ①

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ بیتُ اللہ کی تعمیر کرتے ہوئے مندرجہ بالا دُعا کی۔

۞

سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٢٩﴾

(پروردگار! اِسی (اُمتِ مسلمہ) میں سے ایک ایسا پیغمبر بھیج جو انھیں تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اوران کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اوران کے نفوس کو پاکیزہ بنائے یقیناً تُو بڑا زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔) ②

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جب تعمیرِ بیتُ اللہ کر رہے تھے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیگر دُعاؤں کے ساتھ ساتھ جناب سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے لیے مندرجہ بالا دُعا بھی کی۔)

۞

---

① سورۃ البقرہ، آیت:۱۲۸

② سورۃ البقرہ، آیت:۱۲۹

مخالفت و ہٹ دھرمی اور مصیبت و سختی سے نجات کی دُعا

فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۳۷﴾

(ان کے مقابلہ میں اللہ تمہارے لئے کافی ہے اور وہ بڑا سننے والا، بڑا جاننے والا ہے۔) ①

ان کلماتِ مبارکہ سے پہلے اللہ جل شانہٗ نے اہلِ کتاب سے متعلق ارشاد فرمایا کہ اگر وہ ایمان لے آئیں تو ہدایت یافتہ ہو گئے اور اگر روگردانی کریں تو بہت بڑی مخالفت اور ہٹ دھرمی میں پڑ گئے، سواُن کے مقابلہ میں اللہ تمہارے لئے کافی ہے اور وہ بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔ چنانچہ، بہت بڑی مخالفت و ہٹ دھرمی اور مصیبت و سختی میں اس آیتِ کریمہ کا ورد نصرتِ الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

دِین و دُنیا کی بھلائی کے لیے دُعا

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾

(اے ہمارے پروردگار! ہمیں دُنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔) ②

یہاں صرف آیتِ کریم کا دُعائیہ حصّہ پیش کیا گیا ہے۔ اس آیت سے پہلے اور بعد

---

① سورۃ البقرہ، آیت: ۱۳۷

② سورۃ البقرہ، آیت: ۲۰۱

میں ربِ کریم فرماتا ہے کہ لوگوں میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں (جو کچھ دینا ہے) اسی دُنیا ہی میں دے دے، (پس) ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں ہے اور کچھ (لوگ) ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ پروردگار! ہمیں دُنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور دوزخ کی سزا سے بچا چنانچہ اُن لوگوں کو اُن کے اعمال کا صلہ دُنیا و آخرت میں یعنی دونوں جگہ ملے گا۔ (۱) حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دُعا کثرت سے کیا کرتے تھے۔ (۲)

بے حساب روزی کی دُعا

وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢١٢﴾

(اور خدا جسے چاہتا ہے بے حساب روزی عطا کرتا ہے۔) (۳)

---

(۱) سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۰ تا ۲۰۲

(۲) بخاری، کتاب التفسیر

(۳) سورۃ البقرہ، آیت: ۲۱۲

کفار کے مقابلے میں ثابت قدمی اور صبر کی دُعا

(حضرت طالوت علیہ السلام اور اُن کے ساتھیوں کی دُعا)

رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَؕ﴿۲۵۰﴾

(اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد اور نصرت فرما۔) ①

جب حضرت طالوت علیہ السلام اور اُن کے ساتھی جالوت کے مقابلے پر آئے تو بارگاہِ الٰہی میں ان الفاظ میں عرض پرداز ہوئے ② اور پھر اللہ کی نصرت سے فتح یاب ہوئے۔

ہر مشکل، سختی، مصیبت اور پریشانی کو دُور کرنے کی دُعا

(آیۃُ الکُرسی)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُۚ لَا تَاۡخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوۡمٌؕ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِؕ مَنۡ ذَا الَّذِىۡ يَشۡفَعُ عِنۡدَهٗۤ اِلَّا بِاِذۡنِهٖؕ

---

① سورۃ البقرہ، آیت: ۲۵۰

② سورۃ البقرہ، آیت: ۲۵۰

يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡ ۚ وَلَا يُحِيۡطُوۡنَ بِشَىۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ۚ وَلَا يَـُٔوۡدُهٗ حِفۡظُهُمَا ۚ وَهُوَ الۡعَلِىُّ الۡعَظِيۡمُ ﴿۲۵۵﴾

(اللہ (ہی وہ ذات) ہے جس کے علاوہ کوئی الہ نہیں ہے، (وہ) زندہ (جاوید) ہے، جو (ساری کائنات کا) بندوبست کرنے والا ہے، اُسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند، جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اُسی کا ہے، کون ہے جو اُس کی (پیشگی) اجازت کے بغیر اُس کی بارگاہ میں (کسی کی) سفارش کرے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے وہ اُسے بھی جانتا ہے، اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اُسے بھی جانتا ہے، اور وہ (بندے) اُس کے علم میں سے کسی چیز پر بھی احاطہ نہیں کر سکتے، مگر جس قدر وہ چاہے، اُس کی کرسی (علم واقتدار) آسمان وزمین کو گھیرے ہوئے ہے، ان دونوں (آسمان وزمین) کی نگہداشت اُس پر گراں نہیں گزرتی وہ برتر ہے اور بڑی عظمت والا ہے۔) (۱)

اس آیت مبارکہ کے متعدد مفاہیم میں سے دو ''قیوم'' اور ''کرسی'' محققین کے لیے سب سے زیادہ موردِ توجہ قرار پائے ہیں۔ اس آیت میں لفظ ''کرسی'' تخت، علم اور قلمرو حکومت کے معنی میں آیا ہے۔ (۲)

ائمہ معصومین (علیہم السلام) کی مختلف احادیث میں آیۃ الکرسی میں لفظ ''کرسی'' خداوند عالم کے علم سے تفسیر ہوئی ہے، اس طرح اس آیت کے معانی یہ ہوں گے کہ خداوند عالم ان کے آگے

---

(۱) سورۃ البقرہ، آیت: ۲۵۵

(۲) تفسیر نمونہ، ج ۲، ص ۲۷۲

اور پیچھے سب چیزوں سے آگاہ ہے اور اُس کے علم اور آگاہی سے کوئی واقف نہیں ہوگا مگر یہ کہ وہ خود چاہے اور اُس کی کرسی (علم) نے آسمانوں اور زمین کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ (۱)

امام جعفر صادق (علیہ السلام) کی ایک حدیث کے مطابق ''کرسی'' خدا کا مخصوص علم ہے اور کسی بھی پیغمبر یا خدا کے ولی کو اس سے آگاہ نہیں کیا گیا ہے۔ (۲)

آیتُ الکرسی مضامین کے حوالے سے دینی تعلیمات کا عمیق سمندر ہے اور اس کے پڑھنے کی فضیلت اور انسانی زندگی میں اس کے جو آثار اور برکات ہیں اُن کی طرف احادیث میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ یہ آیت پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانے میں بھی آیۃُ الکرسی کے نام سے معروف تھی۔ پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ قرآن کی باعظمت ترین آیت آیتُ الکرسی ہے۔ (۳)

اس آیت کا پڑھنا ہر حالت میں بالاخص نماز کے بعد، سونے سے پہلے، گھر سے نکلتے وقت، کسی مشکل یا سختی سے آمنا سامنا ہوتے وقت، کسی سواری پر سوار ہوتے وقت اور آنکھوں کی سلامتی اور ان کو امراض سے بچانے کے لیے مستحب ہے۔ (۴)

---

(۱) عقاید اسلام در قرآن کریم، علامہ سید مرتضیٰ عسکری، ص ۳۷۴-۳۷۵

(۲) الصدوق، معانی الاخبار، ص ۲۹

(۳) سیوطی، جامع الصغیر، ج ۱ ص ۷۴

(۴) معینی محسن، آیۃ الکرسی، در دانشنامہ قرآن وقرآن پژوہی، ج ۱، ص ۱۰۱

کیمیا گری سے بہتر نسخہ

آیت اللہ العظمیٰ سید موسیٰ شبیری زنجانی فرماتے ہیں کہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے والد کے ہمراہ صحنِ حرمِ امام رضا علیہ السلام میں عارف باللہ اور سالک الی اللہ الحاج شیخ حسن علی نخودکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی۔ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر اُس وقت تیس چالیس سال کے درمیان ہوگی، سلام وجواب کے بعد اُنھوں نے عارف باللہ شیخ نخودکی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں آپ کا تھوڑا سا وقت لینا چاہتا ہوں اور پھر امام رضا علیہ السلام کے روضۂ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ کو امام رضا علیہ السلام کی قسم دیتا ہوں اگر واقعی آپ کے پاس علمِ کیمیا ہے تو ہمیں بھی دے دیں۔ حاج شیخ حسن علی نخودکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر ہم آپ کو ''کیمیا گری'' کا علم دے دیں اور آپ دشت و دمن اور کوہ وصحرا کو سونے میں تبدیل کرنا شروع کردیں تو کیا ہوگا؟ پہلے آپ وعدہ کریں کہ اس کا بجا طور پر ہی استعمال کریں گے، اس کی حفاظت کریں گے اور اسے ہر جگہ بروئے کار نہیں لائیں گے؟ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے، جو بچپن اور نوجوانی سے ہی سچائی کا پیکر تھے، تھوڑی دیر تک سوچنے کے بعد کہا کہ نہیں! میں ایسا وعدہ نہیں کرسکتا۔ شیخ نخودکی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کا جواب سُن کر فرمایا کہ آپ علمِ کیمیا کی حفاظت نہیں کرسکتے تو میں آپ کو کیمیا گری سے بھی بہتر نسخہ دیتا ہوں، اس سے استفادہ کیجیے جو کچھ یوں ہے:

واجب نمازوں کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی ''وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ'' تک پڑھیے،

(آيَةُ الْكُرْسِي)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ

اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾

(اللہ (ہی وہ ذات) ہے جس کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہے۔ زندہ (جاوید) ہے جو (ساری کائنات کا) بندوبست کرنے والا ہے، اُسے نہ اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند، جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے وہ سب اُسی کا ہے، کون ہے جو اُس کی (پیشگی) اجازت کے بغیر اُس کی بارگاہ میں (کسی کی) سفارش کرے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے وہ اُسے بھی جانتا ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے اُسے بھی جانتا ہے اور وہ (بندے) اُس کے علم میں سے کسی چیز (ذرا) پر بھی احاطہ نہیں کر سکتے، مگر جس قدر وہ چاہے، اُس کی کرسی (علم واقتدار) آسمان وزمین کو گھیرے ہوئے ہے، ان دونوں (آسمان وزمین) کی نگہداشت اس پر گراں نہیں گزرتی وہ برتر ہے اور بڑی عظمت والا ہے۔)

اس کے بعد تسبیحات سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام بجالائیے،

(تسبیحاتِ حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام)

۳۴ مرتبہ: اَللّٰهُ اَكْبَر، ۳۳ مرتبہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰه اور ۳۳ مرتبہ: سُبْحَانَ اللّٰه

پھر تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھیے،

(سُورۃ الاخلاص)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ ﴿۱﴾ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ﴿۲﴾ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ﴿۳﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ﴿۴﴾

(اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کہہ دیجئے! کہ وہ (اللہ) ایک ہے۔ اللہ (ساری کائنات سے) بے نیاز ہے۔ نہ اُس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔ اور اُس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔)

پھر تین بار صلوات پڑھیے،

(صلوات)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ○

(الٰہی! محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درُود بھیج)

پھر تین مرتبہ سورۃ طلاق کی یہ آیات تلاوت کیجیے:

''وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا ﴿۲﴾ وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا ﴿۳﴾''

(اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اُس کیلئے (مشکل سے نجات کا) راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اُسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوتا ہے اور جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ (اللہ) اُس کے لئے کافی ہے بے شک اللہ اپنا کام پورا کرنے والا ہے، اللہ نے ہر چیز کیلئے ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔) ①

حاج شیخ حسن علی نخودکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد فرمایا کہ نمازِ واجب کے بعد یہ وظیفہ کرنا کیمیا کا کام کرتا ہے بلکہ علمِ کیمیا سے بھی بہتر ہے۔

---

① سورۃ طلاق، آیت: ۲ تا ۳

اس روایت کو سالک الی اللہ الحاج شیخ حسن علی نخودکی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند آقای مقدادی کے علاوہ آیت اللہ موسیٰ شبیری زنجانی، فرزند آیت اللہ موسیٰ شبیری زنجانی، آیت اللہ سیّد جعفر شبیری زنجانی، مرحوم آیت اللہ بہجت، آیت اللہ شہید حاج آقای مصطفیٰ خمینی اور دیگر نے الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (۱)

آیت اللہ سیّد جعفر شبیری زنجانی نے بھی اس عمل کی ترتیب وہی بیان فرمائی ہے جو اُوپر دی گئی ہے جب کہ آیت اللہ مرحوم بہجت نے مندرجہ ذیل ترتیب بیان کی ہے:

اوّل: تین بار سورۃ توحید

دوم: تین مرتبہ صلوات

سوم: تین بار سورۃ طلاق کی مندرجہ بالا آیاتِ کریمہ

آیت اللہ شہید حاج آقای مصطفیٰ خمینی کی روایت میں اور آیت اللہ حاج آقا موسیٰ شبیری زنجانی کی ایک روایت میں بھی یہی ترتیب ہے جب کہ آقای مقدادی کی روایت میں ترتیب مندرجہ ذیل ہے:

اوّل: ایک بار آیۃُ الکرسی

دوم: تین بار سورۃ توحید

سوم: تین بار صلوات

چہارم: تین بار سورۃ طلاق کی مندرجہ بالا آیاتِ کریمہ

---

(۱) آیت اللہ محمدی ری شہری، زمزم عرفان

راہِ ہدایت پر ثابت قدم رہنے کی دُعا

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ⑧

(اے ہمارے پروردگار! ہمیں سیدھے راستے پر لگانے کے بعد ہمارے دِلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے اور ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا فرما، یقیناً تو بڑا عطا کرنے والا ہے۔) ①

اس آیت مبارکہ سے پہلے فرمانِ پروردگارِ عالم ہے کہ وہ وہی ہے جس نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر ایسی کتاب نازل کی جس میں کچھ آیتیں تو محکم ہیں جو کتاب کی اصل و بنیاد ہیں اور اور کچھ متشابہ ہیں۔ جن لوگوں کے دِلوں میں کجی (ٹیڑھ) ہے وہ فتنہ برپا کرنے اور من مانی تاویلیں کرنے کی خاطر متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں حالانکہ خدا اور اُن لوگوں کے سوا جو علم میں مضبوط و پختہ کار ہیں اور کوئی اُن کی تاویل (اصل معنی) کو نہیں جانتا۔ (اور کچھ ایسے بھی ہیں) جو کہتے ہیں کہ ہم اس (کتاب) پر ایمان لائے ہیں یہ سب (آیتیں) ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں اور نصیحت کا اثر صرف عقل والے ہی لیتے ہیں۔ (اور جو دُعا کرتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! ہمیں سیدھے راستے پر لگانے کے بعد ہمارے دِلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے اور ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا فرما، یقیناً تُو بڑا عطا کرنے والا ہے۔ ②

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ دُعا

---

① سورۃ آلِ عمران، آیت: ۸

② سورۃ آلِ عمران، آیت: ۷ تا ۸

کثرت سے کیا کرتے تھے، میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا دِل بھی ٹیڑھے ہو جایا کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دُعا پڑھی اور فرمایا کہ امکانی طور پر ہر انسان کے بہکنے کا خطرہ ہوتا ہے اس لیے یہ دُعا کثرت سے کرنی چاہیے۔ (۱)

گم شدہ اشیا کی بازیابی اور روزِ قیامت پر ایمان کی دُعا

رَبَّنَآ اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ ط
اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۹﴾

(اے ہمارے پروردگار! بے شک تُو ایک دن سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے جس (کے آنے) میں کوئی شک نہیں ہے، بلاشبہ خدا کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔) (۲)

منقول ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مندرجہ بالا آیتِ کریمہ کے پڑھنے سے ضائع شدہ یا گم شدہ چیزیں واپس مل جاتی ہیں۔ (۳)

(۱) الدرالمنثور للسیوطی، ج ۲ ص ۸

(۲) سورۃ آلِ عمران، آیت: ۹

(۳) الدرالمنثور للسیوطی، ج ۲ ص ۹

اللہ کے نیک بندوں کا اظہارِ ایمان، بخشش اور جہنم سے پناہ کی دُعا

رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۶﴾

(ہمارے پروردگار! بے شک ہم ایمان لائے ہیں تو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمیں آتشِ دوزخ کے عذاب سے بچا۔) (۱)

سورۂ آلِ عمران کی اس آیتِ مبارکہ سے پہلے ربِ دوجہاں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے کہہ دیں کہ جو لوگ پرہیزگار ہیں اُن کے لیے خدا کے ہاں باغاتِ بہشت ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں اور وہ اُن میں ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ عورتیں ہیں اور سب سے بڑھ کر خدا کی خوشنودی ہے، اور پھر فرمایا کہ خدا اپنے اُن نیک بندوں کو دیکھ رہا ہے جو اُس سے التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم ایمان لے آئے سو ہم کو (ہمارے گناہ) معاف فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ یعنی اللہ کریم کے نزدیک یہ دُعا اُس کے نیک بندوں کی ہے جن کے لیے مندرجہ بالا تمام انعاماتِ آخرت ہیں۔

❁

فراخیِ رزق اور غلبہ وقوّت کے حصول اور قرض، لاعلاج بیماری اور ہر مصیبت سے نجات کی دُعا

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِیَدِكَ الْخَیْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ

---

(۱) سورۃ آلِ عمران، آیت:۱۶

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٦﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫
وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫
وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾

(اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کہیے، اے خدا! تمام جہان کے مالک! تُو جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے، تُو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے، ہر قسم کی بھلائی تیرے قبضہ میں ہے، بے شک تُو ہر چیز پر قادر ہے۔ تُو ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور تُو جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے نکالتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے حساب روزی عطا کرتا ہے۔) (۱)

سورۂ آلِ عمران کی مندرجہ بالا آیاتِ عظمیٰ اپنے اندر حیرت انگیز تاثیر رکھتی ہیں۔ ان آیاتِ کریمہ میں خداوند متعال کی صفاتِ اعلیٰ و عظمیٰ کا ذکر جس انداز میں کیا گیا ہے وہ حصولِ غلبہ و قوّت، لاعلاج بیماری، مصیبت اور قرض سے نجات اور رزق کی فراخی کے لیے نہایت موثر ہے۔ منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو قرض سے نجات کے لیے یہ آیات پڑھنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ جو مصیبت زدہ مسلمان ان کا ورد کرے گا اللہ تعالیٰ اُسے قرض اور مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا۔ بروایتے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فارس و رُوم پر غلبہ چاہا تو خداوند متعال نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ دُعا کرنے کو فرمایا۔ (۲)

---

(۱) سورۃ آلِ عمران، آیت: ۲۶ تا ۲۷

(۲) تفسیر قرطبی، جز ۴ ص ۵۴

بے حساب رزق کی دُعا

اِنَّ اللّٰہَ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

(بے شک خدا جسے چاہتا ہے اُسے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔) (۱)

یہ کلمات حضرت مریم علیہاالسلام سے منسوب ہیں۔ قرآن پاک میں اس کا ذکر یوں ہے کہ اُس کے پروردگار نے اُس لڑکی (مریم علیہاالسلام) کو احسن طریقہ سے قبول فرمالیا اور اچھی طرح اُس کی نشوونما کا انتظام کیا (یعنی) جناب زکریا (علیہ السلام) کو اُس کا کفیل (اور سرپرست) بنایا۔ جب بھی زکریا (علیہ السلام) محرابِ عبادت میں اُس (مریم علیہاالسلام) کے پاس آتے تھے تو اُس کے پاس کھانے کی کوئی چیز موجود پاتے (اور) پوچھتے، اے مریم! یہ تمھارے پاس کہاں سے آیا ہے؟ وہ جواب دیتیں کہ یہ خدا کے یہاں سے آیا ہے، بے شک خدا جسے چاہتا ہے اُسے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ ○

---

(۱) سورۃ آلِ عمران، آیت: ۳۷

پاکیزہ اولاد کے حُصول کے لیے دُعا

(حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا)

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

(اے میرے پروردگار! مجھے اپنی طرف سے پاک و پاکیزہ اولاد عطا فرما،

بے شک تُو (ہر ایک کی) دُعا کا سننے والا ہے۔) (۱)

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے محرابِ عبادت میں حضرت مریم علیہا السلام سے کھانے پینے کی اشیا سے متعلق پوچھا تو اُن کا جواب سُن کر اور ربُ العالمین کی طرف سے عطا کردہ رزق دیکھ کر اُنھوں نے مندرجہ بالا دُعا کی اور نماز میں مشغول ہو گئے، اُس وقت فرشتوں نے اُنھیں آواز دی اور کہا کہ خدا آپ کو یحییٰ (علیہ السلام) کی بشارت دیتا ہے جو سردار، ضبطِ نفس کرنے والے، پارسا اور نیکوکار جماعت میں سے نبی ہوں گے۔

اقرارِ ایمان اور صالحین میں شمولیت کی دُعا

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی دُعا)

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۵۳﴾

(اے ہمارے پروردگار! جو کچھ تُو نے نازل کیا ہے ہم اُس پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے

---

(۱) سورۃ آلِ عمران، آیت: ۳۸

تیرے رسول (علیہ السلام) کی پیروی اختیار کی ہے لہٰذا ہمیں (حق کی) گواہی دینے والوں (کے دفتر) میں درج فرما۔) (۱)

یہ دُعا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں سے منسوب ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کی طرف سے کفر و انکار محسوس کیا تو کہا، ''کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار ہو؟'' حواریوں نے کہا کہ ہم ہیں، ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور آپ گواہ رہیں کہ ہم فرمانبردار ہیں پھر مندرجہ بالا دُعا یہ کلمات کہے۔

گناہوں کی معافی، ثابت قدمی اور فتح و نصرت کی دُعا

(انبیائے کرام کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی دُعا)

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۴۷﴾

(اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہ اور اپنے کام میں ہماری زیادتی معاف فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں کافروں پر فتح و نصرت عطا فرما۔) (۲)

یہ دُعا انبیائے کرام علیہم السلام کے اُن اصحاب رضی اللہ عنہم سے منسوب ہے جنھوں نے اُن کے ساتھ مل کر اللہ کے دشمنوں سے جنگ کی اور اللہ عزوجل نے اُن کی تعریف فرمائی۔

---

(۱) سورۃ آلِ عمران، آیت: ۵۳

(۲) سورۃ آلِ عمران، آیت ۱۴۷

نصرتِ الٰہی کی دُعا

(حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مومنوں کی دُعا)

حَسۡبُنَا اللّٰهُ وَنِعۡمَ الۡوَكِيۡلُ ﴿۱۷۳﴾

(ہمارے لیے اللہ (ہی) کافی ہے اور وہ بڑا اچھا کارساز ہے۔) ①

ارشادِ الٰہی ہے کہ جن لوگوں نے زخم کھانے کے بعد بھی اللہ (جل جلالہ) اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی آواز پر لبیک کہا اُن میں سے جو نیکوکار اور پرہیزگار ہیں اُن کے لیے بڑا اجر و ثواب ہے، اور یہ وہ لوگ ہیں کہ جن سے جب یہ کہا گیا کہ تمھارے خلاف بڑا لشکر جمع کیا گیا ہے لہٰذا تم ان سے ڈرو، تو اس بات نے اُن کے ایمان میں اور اضافہ کر دیا اور اُنھوں نے کہا کہ ہمارے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بڑا اچھا کارساز ہے۔ بقولے، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تھا تو اُنھوں نے اُس وقت یہ دُعا کی تھی۔ ②

عذابِ جہنم اور رسوائی سے پناہ اور مغفرت کی دُعا

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا)

رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَيۡتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَاۤ

---

① سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۷۳

② بخاری، کتاب التفسیر

اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

(پروردگار! تُو نے یہ سب کچھ فضول و بیکار پیدا نہیں کیا، تُو (عبث کام کرنے سے) پاک ہے ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے پروردگار! بے شک جسے تُو نے دوزخ میں داخل کر دیا اُسے تُو نے ذلیل و رسوا کر دیا، اور ظالموں کے لیے کوئی یار و مددگار نہیں۔ اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری برائیاں مٹا اور دُور فرما اور نیکوکاروں کے ساتھ ہمارا خاتمہ فرما۔ پروردگار! تُو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی جو وعدہ کیا ہے وہ ہمیں عطا فرما، قیامت کے دن ہم کو رسوا نہ فرمانا، تُو کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔) (۱)

حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ کرتے ہوئے نماز شروع کر دی۔ حضرت بلالؓ نے آ کر رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ آج شب ان آیاتِ کریمہ کا نزول ہُوا ہے اور فرمایا کہ وہ شخص بڑا بد بخت ہے جو اِن پر تدبّر نہ کرے۔ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شب ان آیات کی تلاوت کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ان کو پڑھنے والے کے لیے رات بھر کے قیام کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ (۲)

---

(۱) سورۃ آلِ عمران، آیت: ۱۹۱ تا ۱۹۴

(۲) تفسیر قرطبی، ج ۴ ص ۳۱

ظالموں سے نجات اور خدائی مدد کی دُعا

رَبَّنَآ اَخۡرِجۡنَا مِنۡ هٰذِهِ الۡقَرۡيَةِ الظَّالِمِ اَهۡلُهَا ۚ وَاجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ وَلِيًّا ۙۚ وَّاجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ نَصِيۡرًا ﴿٧٥﴾

(پروردگار! ہمیں اُس بستی سے نکال دے جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارے لیے کوئی سرپرست اور حامی و مددگار بنا۔) (۱)

یہاں پر آیتِ کریمہ کا صرف دُعائیہ حصّہ دیا گیا ہے، پوری آیتِ مبارکہ کا مفہوم یوں ہے، ’’آخر تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم جنگ نہیں کرتے راہِ خدا میں اُن کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر جو فریاد کر رہے ہیں کہ پروردگار! ہمیں اس بستی سے نکال دے جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارے لیے کوئی سرپرست اور حامی و مددگار بنا۔‘‘

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی والدہ حضرت اُمّ فضلؓ بھی ابتدائی ایمان لانے والوں میں تھیں اس لیے قریش کے ظلم وستم کا نشانہ بنا کرتی تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے جانے کے بعد میں اور میری والدہ بھی اُن کمزور بچوں اور عورتوں میں شامل تھے جن کا ذکر قرآن شریف میں ہے کہ وہ ہجرت کے لیے نصرتِ الٰہی کی دُعائیں کیا کرتے تھے۔ (۲) چنانچہ اُن کمزوروں کی دُعائیں مستجاب ہوئیں اور فتح مکہ کے ذریعے اللہ کریم نے اُن مظلوموں کو کفار کے ظلم وستم سے نجات عطا فرمائی۔

---

(۱) سورۃ النساء، آیت: ۷۵

(۲) بُخاری، کتاب التفسیر

نافرمان قوم کے مقابل اللہ سے فیصلہ طلب کرنے کی دُعا

(حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دُعا)

رَبِّ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِيْ وَاَخِيْ فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۵﴾

(پروردگار! میں اپنے اور اپنے بھائی (ہارون علیہ السلام) کے سوا اور کسی پر کوئی قابو (اختیار) نہیں رکھتا پس تُو ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان فیصلہ کر دے۔) (۱)

اس دُعا کا ذکر قرآن پاک میں اس طرح ہے، ''وہ وقت یاد کرو جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم! تم اللہ کا وہ احسان یاد کرو جو اُس نے تم پر کیا، اُس نے تم میں نبی بنائے اور تمھیں فرمانروا اور خود مختار بنایا اور تمھیں وہ کچھ دیا جو دُنیا جہان والوں میں سے کسی کو نہیں دیا۔ اے میری قوم! اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمھارے لیے لکھ دی ہے اور (مقابلہ کے وقت) پیٹھ دکھا کر نہ بھاگنا ورنہ نقصان اُٹھا کر لوٹو گے۔ اُنھوں نے (جواب میں) کہا کہ اے موسیٰ! اس زمین میں تو بڑے زبردست (جابر) لوگ رہتے ہیں اور ہم وہاں ہرگز داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ وہاں سے نکل نہ جائیں۔ ہاں البتہ اگر وہ وہاں سے نکل جائیں تو پھر ہم ضرور داخل ہو جائیں گے۔ اُس وقت دو اشخاص نے جو (اللہ سے) ڈرنے والوں میں سے تھے، جنھیں اللہ نے (خصوصی) نعمت سے نوازا تھا، کہا کہ تم ان (جباروں) پر چڑھائی کر کے دروازے کے اندر گھس جاؤ اور جب تم اُس کے اندر داخل ہو گے (تو وہ بھاگ

---

(۱) سورۃ المائدہ، آیت: ۲۵

کھڑے ہوں گے اور) تم غالب آجاؤ گے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم ایمان دار ہو۔ اُنھوں نے کہا موسیٰ! ہم ہرگز اُس میں داخل نہیں ہوں گے جب تک وہ اُس میں ہیں۔ لہٰذا آپ اور آپ کا خدا دونوں چلے جائیں اور جا کر لڑیں ہم تو یہیں بیٹھے ہیں۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا، پروردگار! میں اپنے اور اپنے بھائی (ہارون علیہ السلام) کے سوا اور کسی پر کوئی قابو (اختیار) نہیں رکھتا، پس تُو ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان فیصلہ کر دے۔ اللہ نے فرمایا کہ پھر اب وہ (زمین) چالیس سال تک (اُن کے لیے) حرام ہے وہ لق و دق صحرا میں سرگردان پھرتے رہیں گے پس آپ اس نافرمان قوم پر افسوس نہ کریں۔" (١)

اقرارِ ایمان اور صالحین میں شمولیت کی دُعا

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٨٤﴾

(پروردگار! ہم ایمان لائے سو تُو ہم کو (صداقتِ اسلام کی) گواہی دینے والوں میں درج فرما۔ اور ہمیں کیا ہے کہ ہم اللہ پر اور اُس حق پر جو ہمیں پہنچا ہے ایمان نہ لائیں حالانکہ ہم خواہش رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہمیں (اپنے) نیک بندوں میں شامل کرے۔) (٢)

اس آیتِ کریمہ میں اور اس کے سیاق و سباق میں اللہ ربُّ العزت نے فرمایا ہے کہ

(١) سورۃ المائدہ، آیت: ٢٠ تا ٢٦

(٢) سورۃ المائدہ، آیت: ٨٣ تا ٨٤

اہلِ ایمان سے دوستی کرنے میں نصرانی اُن سے زیادہ قریب ہیں کیونکہ اُن میں پادری اورتارکُ الدُنیا عابد لوگ پائے جاتے ہیں جو تکبر نہیں کرتے اور جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا گیا کلام (یعنی قرآن پاک) سنتے ہیں تو حق کو پہچان کر اُن کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوجاتے ہیں اور وہ مندرجہ بالا دُعا کرتے ہیں۔ پس، ایمان کا اقرار کرتے رہنے اور اللہ کے صالح لوگوں میں شمار ہونے کے لیے یہ دُعا بہت اہم ہے۔

حصولِ رزق کی دُعا

(عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا)

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿١١٤﴾

(اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل کر جو ہمارے لیے اور ہمارے اگلوں پچھلوں کے لیے عید قرار پائے اور تیری طرف سے قدرتی نشانی بن جائے اور ہمیں روزی عطا فرما تُو بہترین روزی عطا کرنے والا ہے۔) (1)

عیسیٰ علیہ السلام کی اس دُعا کا ذکر سورۃ المائدہ میں یوں ہے، "(حواریوں) کے بارے میں یہ قصّہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اُنھوں نے کہا اے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام)! کیا آپ کا پروردگار اس بات پر قدرت رکھتا ہے کہ ہم پر آسمان سے کھانے کا ایک خوان اُتارے؟ عیسیٰ

(1) سورۃ المائدہ، آیت: ۱۱۴

(علیہ السلام) نے کہا اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔ کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ اُس میں سے کھائیں اور ہمارے دِل مطمئن ہو جائیں اور ہمیں یقین ہو جائے کہ آپ نے ہم سے سچ کہا تھا اور ہم اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔ (چنانچہ) عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نے (دُعا کرتے ہوئے) کہا، اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے ایک خوان نازل کر جو ہمارے لیے اور ہمارے اگلوں پچھلوں کے لیے عید قرار پائے اور تیری طرف سے قدرتی نشانی بن جائے اور ہمیں روزی عطا فرما، تُو بہترین روزی عطا کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں وہ (خوان) تم پر اُتارنے والا ہوں اب اس کے بعد جو کفر اختیار کرے گا تو میں اُسے ایسی سزا دوں گا جیسی دُنیا جہان میں کسی کو بھی نہیں دی ہوگی۔''

❁

سرورِ انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی قوم کے لیے دُعا

اِنۡ تُعَذِّبۡهُمۡ فَاِنَّهُمۡ عِبَادُكَ‌ۚ وَاِنۡ تَغۡفِرۡ لَهُمۡ فَاِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ﴿۱۱۸﴾

(الٰہی!) اگر تُو انھیں سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور
اگر انھیں بخش دے تو تُو غالب ہے اور بڑا حکمت والا ہے۔) (۱)

---

(۱) سورۃ المائدہ، آیت: ۱۱۸

عیسیٰ علیہ السلام کی اس دُعا کا سیاق وسباق قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ (روزِ محشر) حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گا کہ اے عیسیٰ بن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری ماں کو خدا بنا لو؟ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے (یا رب!) پاک ہے تیری ذات، بھلا میں وہ بات کس طرح کہہ سکتا ہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں ہے، اگر میں نے کوئی ایسی بات کہی ہوتی تو تجھے ضرور اس کا علم ہوتا کیونکہ تُو وہ سب کچھ جانتا ہے جو میرے دِل میں ہے مگر میں تیرے اسرارِ نہانی کو نہیں جانتا۔ بلاشبہ تُو غیب کی تمام باتوں کا بڑا جاننے والا ہے۔ میں نے اُن سے کچھ نہیں کہا تھا سوائے اس بات کے جس کا تُو نے مجھے حکم دیا تھا کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمھارا بھی پروردگار ہے اور میں اُس وقت تک اُن پر گواہ تھا جب تک اُن میں تھا پھر جب تُو نے مجھے (دُنیا سے) اُٹھا لیا تو پھر تُو ہی اُن کا نگران تھا اور تُو ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔ اگر تُو انھیں سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر انھیں بخش دے تو تُو غالب ہے اور بڑا حکمت والا ہے۔ (۱)

حضرت ابوذر غفاریؓ سے منقول ہے کہ ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام شب نماز میں یہی دُعا کرتے رہے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو پورا قرآن حفظ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ایک ہی آیت کیوں دہراتے رہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی اُمت کے لیے دُعا کرتا رہا۔ (۲)

---

(۱) سورۃ المائدہ، آیت ۱۱۶ تا ۱۱۸

(۲) الدرالمنثور للسیوطی، ج ۳ ص ۷۵

پروردگار سے درگزر اور رحم کی دُعا
(حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا کی دُعا)

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

(اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے اُوپر ظلم کیا، اور اگر تُو درگزر نہیں فرمائے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم گھاٹا اُٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔) (۱)

یہ دُعا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا سے منسوب ہے جس کا ذکر قرآنِ حکیم میں یوں ہے کہ اللہ جل جلالہ نے حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوّا سے فرمایا کہ تم دونوں اس بہشت میں رہو اور جہاں سے چاہو (اور جو چاہو) کھاؤ مگر اُس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ تو شیطان نے جھوٹی قسم کھا کر اُن دونوں کو وسوسہ میں ڈالا تاکہ اُن کے وہ ستر والے مقام جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھے ظاہر کر دے اور کہا کہ تمھارے پروردگار نے تمھیں صرف اس لیے اُس درخت سے روکا ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا ہمیشہ زندہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ اور اُس نے دونوں کے سامنے قسم کھائی کہ میں تمھارے سچے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ یوں اُس نے اُن دونوں کو فریب سے مائل کر دیا (اور جنت) کی بلندیوں سے زمین کی پستیوں تک پہنچا دیا۔ پس جب اُنھوں نے اُس درخت کا مزہ چکھا تو اُن کے بدن کے چھپے ہوئے حصّے نمودار ہو گئے اور وہ جنت کے پتوں کو جوڑ کر اپنے مقام (ستر) چھپانے لگے تب اُن

---

(۱) سورۃ الاعراف، آیت: ۲۳

کے پروردگار نے اُن کو ندا دی کہ کیا میں نے تمھیں اُس درخت کے پاس جانے سے منع نہیں کیا تھا؟ اور نہیں کہا تھا کہ شیطان تمھارا کھلا ہوا دشمن ہے؟ اُس وقت اُن دونوں نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا اور اگر تُو درگزر نہیں کرے گا اور ہم پر رحم نہیں فرمائے گا تو ہم گھاٹا اُٹھانے والوں میں سے ہوں گے۔ (۱)

ظالموں کی صف میں شمولیت سے بچنے کی دُعا
(اصحابِ اعراف کی دُعا)

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٧﴾

(اے ہمارے پروردگار! ہمیں ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کر۔) (۲)

"اعراف" نمایاں اور اُٹھی ہوئی زمین کو کہتے ہیں۔ اگر اُن قرائن پر نظر کی جائے جو مذکورہ بالا آیت میں پائے جاتے ہیں نیز روایات کا مطالعہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ خوش قسمتی اور بدقسمتی کے دو مراکز (جنت و دوزخ) کے درمیان ایک اُونچا مقام ہوگا جو دونوں کے درمیان مانع، فاصل اور پردے کا کام دے گا، اُس کی وجہ سے جنت و دوزخ کے درمیان فاصلہ ہوگا اور اُس مقام کا نام "اعراف" ہوگا۔ اعراف کے لوگ دونوں طرف کے افراد کا مشاہدہ کریں گے اور اُن کے نورانی یا سیاہ چہروں کی وجہ سے اُنھیں پہچان لیں گے چنانچہ مندرجہ بالا آیتِ کریمہ سے پہلے

---

(۱) سورۃ الاعراف، آیت: ۱۹ تا ۲۳

(۲) سورۃ الاعراف، آیت: ۴۷

ارشادِ پروردگارِ عالم ہے کہ ان دونوں (بہشت و دوزخ) کے درمیان پردہ ہے (حد فاصل ہے) اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو ہر ایک کو اُس کی علامت سے پہچان لیں گے اور وہ بہشت والوں کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلام ہو اور یہ لوگ (ابھی) اُس میں داخل نہیں ہوئے ہوں گے حالانکہ وہ اس کی خواہش رکھتے ہوں گے۔ اور جب اُن کی نگاہیں دوزخ والوں کی طرف پھریں گی تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہمیں ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کر۔

حق پر مبنی فیصلے اور فتح مندی کے لیے دُعا

(حضرت شعیب علیہ السلام کی دُعا)

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ﴿٨٩﴾

(ہمارا پروردگار اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے، ہمارا اللہ ہی پر بھروسہ ہے، اے ہمارے پروردگار! تُو ہی ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور تُو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔) [1]

حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے متکبر سرداروں نے اُن سے کہا کہ آپ اور آپ کے ساتھ ایمان لانے والے لوگ ہمارا مذہب اختیار کر لیں ورنہ ہم آپ لوگوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے۔ اُس وقت شعیب علیہ السلام نے مندرجہ بالا دُعا کی۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے

---

[1] سورۃ الاعراف، آیت: ۸۹

روایت ہے کہ شعیب علیہ السلام نے قوم کی ہدایت سے مایوس ہو کر اس دُعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے فیصلہ چاہا جس کے نتیجہ میں اُن کی قوم پر زلزلہ کا عذاب آیا اور وہ تباہ و برباد ہو گئی۔ ①

صبر و استقامت اور انجامِ خیر کی دُعا

(دربارِ فرعون میں ایمان لانے والے جادُوگروں کی دُعا)

رَبَّنَآ اَفۡرِغۡ عَلَيۡنَا صَبۡرًا وَّتَوَفَّنَا مُسۡلِمِيۡنَ ﴿۱۲۶﴾

(اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں اس حالت میں وفات دے کہ ہم تیرے سچے مسلمان (فرمانبردار) ہوں۔) ②

دربارِ فرعون میں موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے پر آنے والے جادُوگر جب عاجز آ گئے اور موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھا تو ایمان لے آئے۔ اس پر فرعون نے اُنھیں سخت انتقام کی دھمکی دی تو اُنھوں نے ایمان پر ثابت قدمی کا اظہار کرتے ہوئے مندرجہ بالا دُعا کی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ ○

① تفسیر قرطبی، جز ۷ ص ۲۵۱

② سورۃ الاعراف، آیت: ۱۲۶

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی تسبیح، توبہ اور اقرارِ ایمان کی دُعا
(موسیٰ علیہ السلام کی دُعا)

سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴۳﴾

(الٰہی!) تیری ذات پاک ہے میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔) (۱)

یہ دُعا موسیٰ علیہ السلام سے منسوب ہے۔ قرآن کریم میں اس کی تفصیل یوں بیان کی گئی ہے کہ جب جناب موسیٰ علیہ السلام مقرر کردہ وقت پر (کوہِ طور پر) آگئے اور پروردگار نے اُن سے کلام کیا تو اُنھوں نے کہا پروردگار! مجھے اپنا جلوہ دکھا تاکہ میں تیری طرف نگاہ کرسکوں۔ ارشاد ہُوا کہ تم مجھے کبھی نہیں دیکھ سکو گے۔ مگر ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھو اگر یہ (تجلیِ حق کے وقت) اپنی جگہ پر برقرار رہا تو پھر اُمید کرنا کہ (تم) مجھے دیکھ سکو گے، پس جب اُن کے پروردگار نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی تو اُسے ریزہ ریزہ کردیا اور موسیٰ (علیہ السلام) غش کھا کر گر گئے اور جب ہوش میں آئے تو بولے پاک ہے تیری ذات! میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلا ایمان لانے والا ہوں۔ (۲)

---

(۱) سورۃ الاعراف، آیت: ۱۴۳

(۲) سورۃ الاعراف، آیت: ۱۴۳

بخشش اور رحم کی دُعا

(قومِ موسیٰ علیہ السلام کی دُعا)

لَئِنۡ لَّمۡ یَرۡحَمۡنَا رَبُّنَا وَیَغۡفِرۡ لَنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۱۴۹﴾

(ہمارے پروردگار نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں نہ بخشا تو

ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔) ①

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اُن کے کوہِ طور پر چلے جانے کے بعد ایک بچھڑے کا پُتلا بنا کر اُسے اپنا معبود بنالیا اور پھر جب وہ اپنی اس حرکت پر نادم ہوئے اور کفِ افسوس ملنے لگے اور محسوس کیا کہ وہ گمراہ ہوگئے ہیں تو کہنے لگے کہ ہمارے پروردگار نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہمیں نہ بخشا تو ہم نقصان اُٹھانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔

موسیٰ علیہ السلام کی اپنے اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے لیے دُعائے بخشش

رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِاَخِیۡ وَاَدۡخِلۡنَا فِیۡ رَحۡمَتِکَ ۫ۖ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۱۵۱﴾

(پروردگار! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما

اور تُو سب رحم کرنے والوں میں سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔) ②

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اُن کے طُور پر جانے کے بعد جب بچھڑے کو اپنا معبود

---

① سورۃ الاعراف، آیت:۱۴۹

② سورۃ الاعراف، آیت:۱۵۱

بنالیا تو اُنھوں نے واپس آکر اُن پر سخت برہمی کا اظہار کیا۔ اس کا ذکر قرآن پاک میں یوں ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام خشم ناک اور افسوس کرتے ہوئے اپنی قوم کے پاس واپس آئے تو فرمایا کہ اے قوم! تم نے میرے بعد بہت ہی بُری جانشینی کی۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کا حکم آنے سے پہلے جلد بازی کرلی (وعدۂ خداوندی چالیس راتوں کے پورا ہونے کا انتظار بھی نہ کیا) اور پھر (للّٰہی جوش میں آکر تورات کی) تختیاں (ہاتھ سے) پھینک دیں اور اپنے بھائی (ہارون علیہ السلام) کا سر ہاتھ میں لے کر اپنی طرف کھینچنے لگے۔ اُنھوں نے کہا اے میرے ماں جائے! قوم نے مجھے کمزور اور بے بس کر دیا تھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالیں پس تم مجھ پر دشمنوں کو ہنسنے کا موقع نہ دو اور نہ ہی مجھے ظالم گروہ کے ساتھ شامل کرو۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے (مندرجہ بالا دُعا کرتے ہوئے) کہا کہ پروردگار! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما اور تُو سب رحم کرنے والوں میں سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

دُنیا و آخرت میں بھلائی کی دُعا
(موسیٰ علیہ السلام کی دُعا)

تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِىْ مَنْ تَشَآءُ ؕ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِى الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ

(خدایا!) تُو جسے چاہتا ہے (توفیق سلب کرکے) گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے

ہدایت کرتا ہے تُو ہی ہمارا ولی و سرپرست ہے، ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تُو بہترین مغفرت کرنے والا ہے۔ اور ہمارے لیے اِس دُنیا میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی ہم تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں۔) (۱)

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے ستر آدمیوں کو منتخب کیا تھا جنھیں ایک سخت زلزلے نے آ پکڑا اور وہ ہلاک ہو گئے تو آپ نے پروردگارِ عالم کے حضور عرض کیا کہ مالک! اگر تُو چاہتا تو ان سب کو پہلے ہی ہلاک کر دیتا اور مجھے بھی۔ کیا تُو ایسی بات کی وجہ سے جو ہمارے چند احمقوں نے کی ہے ہم سب کو ہلاک کر دے گا؟ نہیں! یہ تو تیری طرف سے ایک آزمائش ہے۔ تُو جسے چاہتا ہے (توفیق سلب کر کے) گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے تُو ہی ہمارا ولی و سرپرست ہے۔ ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تُو بہترین مغفرت کرنے والا ہے۔

❁

یقینِ کامل اور اطمینانِ قلب کی دُعا

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا)

لَنۡ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ۚ ہُوَ مَوۡلٰىنَا ۚ

(ہمیں ہرگز کوئی (بھلائی یا برائی) نہیں پہنچتی مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے وہی ہمارا مولیٰ و سرپرست ہے۔) (۲)

---

(۱) سورۃ الاعراف، آیت: ۱۵۵ تا ۱۵۶

(۲) سورۃ التوبہ، آیت: ۵۱

اس آیتِ کریمہ سے پہلے لفظ "قُل" ہے یعنی اللہ کریم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) کہہ دیجیے۔ یہاں آیتِ مبارکہ کے صرف دُعائیہ کلمات درج کیے گئے ہیں، پوری آیت مندرجہ ذیل ہے:

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٥١﴾

(اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) کہہ دیجیے کہ ہمیں ہرگز کوئی (بھلائی یا برائی) نہیں پہنچتی مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے وہی ہمارا مولیٰ وسرپرست ہے اور اللہ ہی پر اہلِ ایمان کو توکل (بھروسہ) کرنا چاہیے۔)

رنج والم دُور کرنے کی دُعا

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا)

حَسْبِيَ اللّٰهُ ۖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿١٢٩﴾ [1]

(میرے لیے اللہ کافی ہے اُس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، اُسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔)

یہ خوبصورت اور طاقتور دُعا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہے۔ سورۃ التوبہ میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اللہ عزوجل نے فرمایا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجیے کہ میرے لیے

---

[1] سورۃ التوبہ، آیت: ۱۲۹

اللہ کافی ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اُسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ منقول ہے کہ صبح یا شام کے وقت اس دُعا کو سات مرتبہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دُنیا و آخرت کے تمام رنج و غم دُور فرما دیتا ہے۔

ظالموں کے ظلم سے نجات کی دُعا

(موسیٰ علیہ السلام نے یہ دُعا اپنی قوم کو تعلیم فرمائی)

عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٨٥﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٨٦﴾

(ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں (اور دُعا کرتے ہیں) اے ہمارے پروردگار! ہمیں ظالم لوگوں کے لیے آزمائش کا موجب نہ بنا (اُن کے ظلم کا تختۂ مشق نہ بنا) اور ہمیں اپنی رحمت سے ظالموں (کے پنجۂ ظلم) سے نجات عطا فرما۔) (1)

مندرجہ بالا دُعا سے متعلق سورۂ یونس میں یوں ارشادِ پروردگار ہوتا ہے، پس موسیٰ (علیہ السلام) پر اُن کی قوم کے چند نوجوانوں کے ایک گروہ کے سوا اور کوئی ایمان نہیں لایا اور وہ (ایمان لانے والے) بھی فرعون اور اپنی قوم کے سرداروں سے ڈرتے ہوئے ایمان لائے کہ کہیں وہ اُنھیں آزمائش اور مصیبت میں نہ ڈال دے اور بے شک فرعون بڑا سرکش (بادشاہ) تھا اور حد سے بڑھ جانے والوں میں سے تھا۔ اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم! اگر تم واقعی اللہ پر ایمان لائے ہو تو پھر اُسی پر بھروسہ کرو، اگر تم فی الحقیقت مسلمان ہو۔

---

(1) سورۃ یونس، آیت: ۸۵ تا ۸۶